مجلسِ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

جولائی ۱۹۶۳ء

ایڈیٹر
رفیق احمد ثاقب
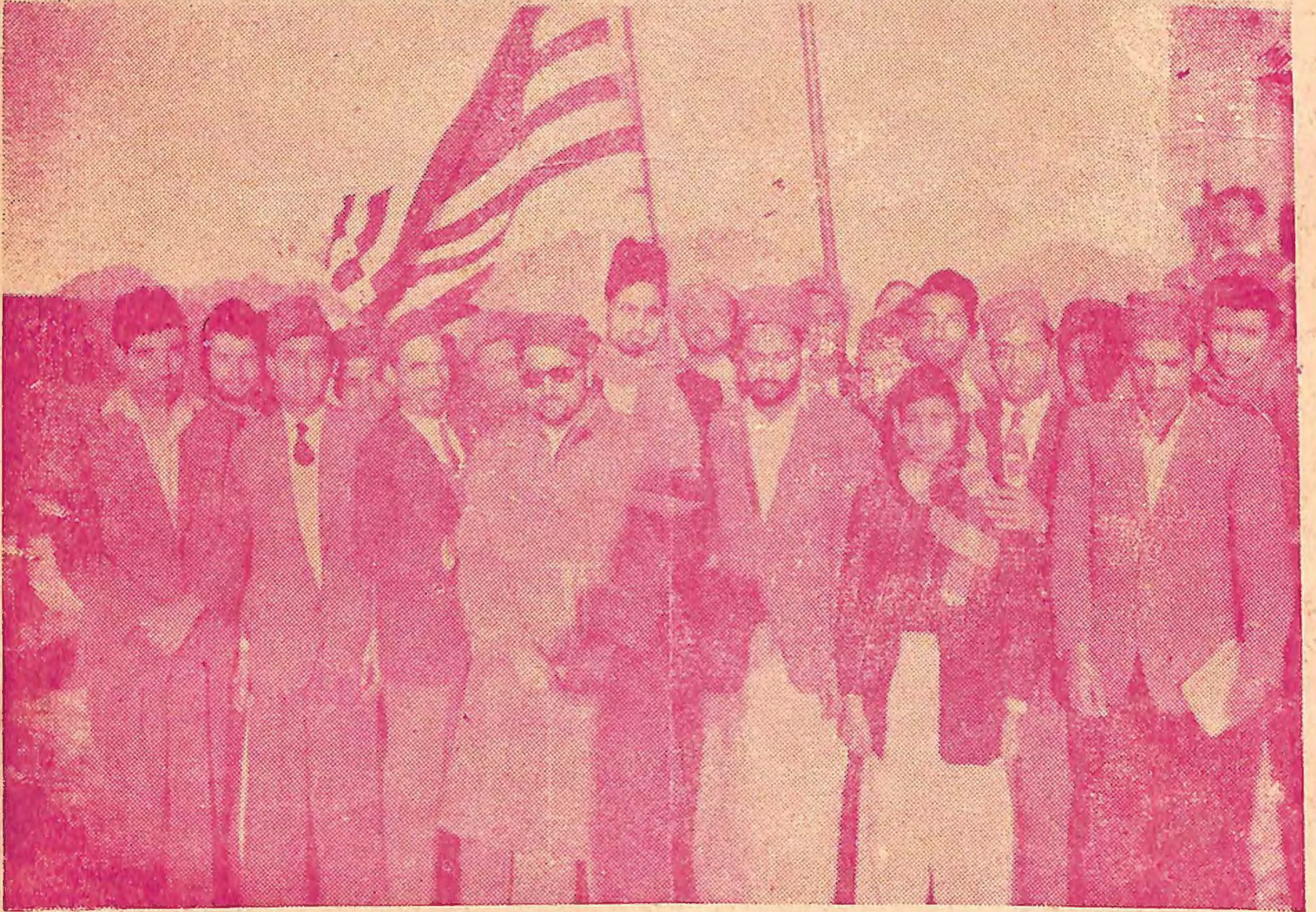
سال گذشتہ کی کارکردگی کے لحاظ سے مجلس لائل پور تمام مجالس میں اول رہی اور خلافت جوبلی علم انعامی کی حقدار قرار پائی۔ تصویر میں مجلس لائل پور کے اراکین علم انعامی تھامے کھڑے ہیں۔

دسویں مرکزی تربیتی کلاس کے مناظر
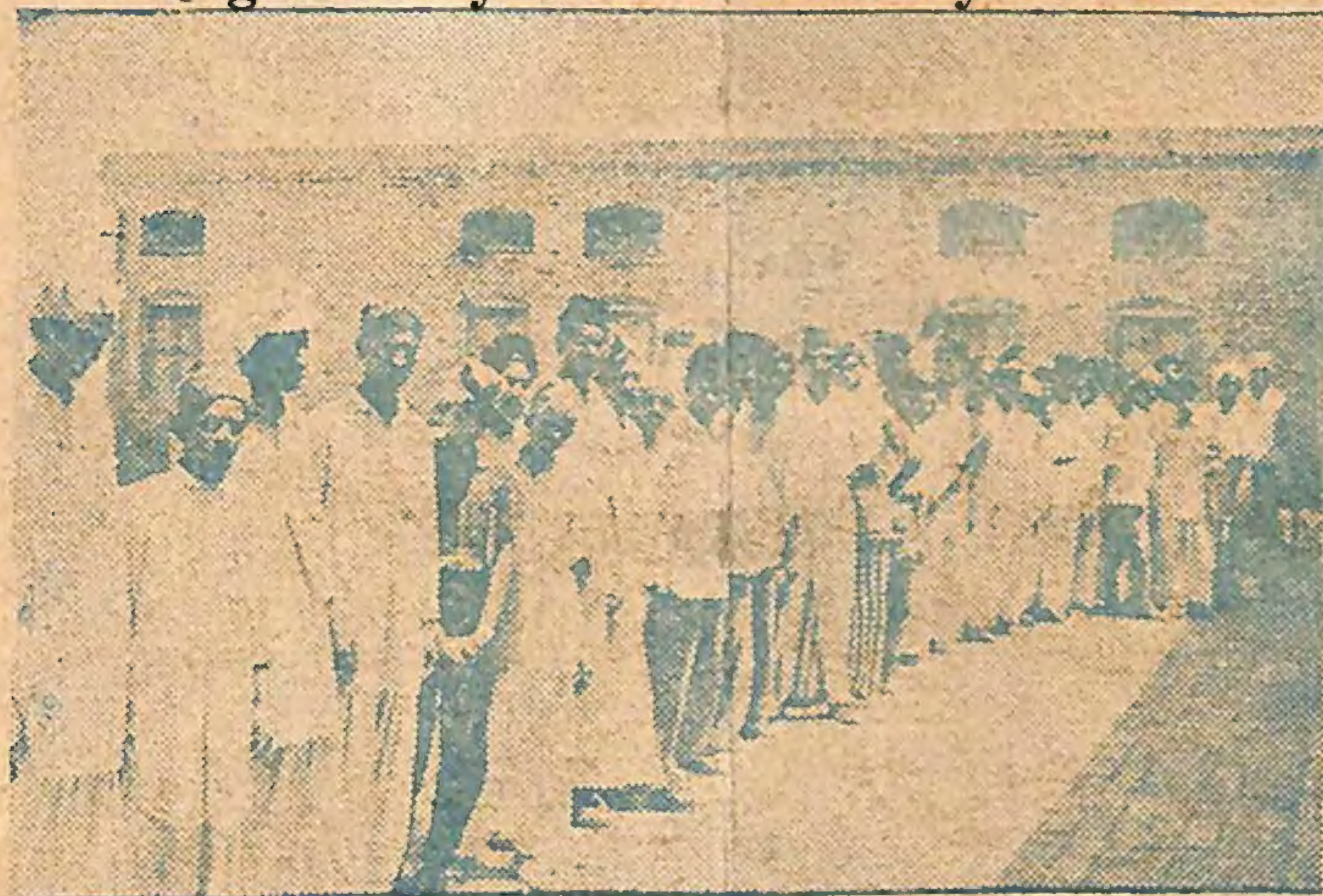
تربیتی کلاس میں شامل ہونے والے خدام
حضرت خلیفة المسیح الثانی ایدہ اللہ سے شرف ملاقات
کے انتظار میں قطار باندھے کھڑے ہیں -

کلاس کے امتحان کا ایک منظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ═══ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِستَبِقُوا الخَیرَات

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی" (المصلح الموعود)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ

ادارۂ تحریر

رفیق احمد ثاقب ؛ لطف الرحمٰن محمود

چندہ سالانہ :- ۵ روپے ؛ ممالک بیرون ۱۰ شلنگ ؛ فی پرچہ پچاس پیسے

جلد ۹	وفا ۱۳۴۲ ھش	جولائی ۱۹۶۳ء	شمارہ ۹

ترتیب

(سید عبد الباسط پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا)

ہر کہ یک بار نظر بر رُخ خوب تو کشاد
بایدش دیدہ ز دیدار جہاں باز گرفت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب کی

ضبطی، بحالی اور ہمارا فرض!

(از محترم حضرت صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ حکومت مغربی پاکستان نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" سے متعلق جو ضبطی کا حکم جاری کیا تھا اُسے واپس لے لیا ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ یہ ہماری کوششوں اور تدبیروں سے ممکن نہ تھا بلکہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اُس نے ہماری مدد فرمائی اور ہمارے لئے وہ کام کیا جو ہم کمزوروں اور بے کسوں سے محال تھا اور اس طرح ثابت کر دیا کہ وہ ہمارے ساتھ ہے اور اس کی نصرت ہمارے شامل حال ہے۔ یہ بات اتنی واضح ہے کہ اس واقعہ سے جماعت احمدیہ کو بجائے نقصان کے فائدہ ہوا ہے کہ ہمارے اشد ترین معاندین کو بھی ایک رنگ میں اس کا اقرار کرنا پڑا ہے چنانچہ انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ سب کچھ جو ہوا محض احمدیوں کی سازش سے ہوا۔ انہوں نے خود ہی یہ کتاب ضبط کروائی اور پھر اس پر شور مچایا تاکہ اس طرح سے احمدیت کی تبلیغ کا راستہ کھل جائے۔ یہ نادان لوگ جنہوں نے کبھی خدائی نصرت کا کرشمہ نہیں دیکھا نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کے لئے اور ان کے لئے جو اس کے ہو جاتے ہیں اور اس سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں ایسے ایسے کام دکھاتا ہے کہ عقلیں اس سے دنگ رہ جاتی ہیں اور جو بات بھی انہیں نقصان پہنچانے کے لئے کی جاتی ہے وہ بجائے نقصان کے الٹا ان کے فائدے کا موجب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ھو مولٰنا وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون ۵ (توبہ ۵۱) یعنی تو اپنے دشمنوں کو کہدے کہ تم ہمیں نقصان پہنچانے اور ہمارے مقصد کو ناکام بنانے کے لئے ہزار کوشش کرو لیکن تم ہمارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکو گے کیونکہ خدا ہمارا دوست ہے اور ہمارا منتکفل جو بھی کام تم ہمیں نقصان پہنچانے کے لئے کرو گے اللہ تعالیٰ اس کے ایسے نتائج پیدا کرے گا جس سے ہمارا فائدہ ہی ہوگا نقصان نہیں پہنچے گا۔ پس مومنوں کو چاہیئے کہ جب وہ خدائی نصرت اور خدائی معیت کا ایسا شاندار

دیکھیں تو اپنے ایمانوں کو پختہ کریں اور اس پر بھروسہ رکھیں اور یہ یقین کریں کہ کامیابی کا انحصار اللہ تعالیٰ کی نصرت پر ہے نہ کہ انسانی تدبیروں اور مادی اسباب و وسائل پر۔

غرض یہ واقعہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اور اس بات کا کہ خدا ہمارے ساتھ ہے اور اس کی معیت ہمیں حاصل ہے نشان ہے اور اسی قسم کے نشانوں سے اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت ملتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

وہ یار ازلی جو نہاں در نہاں اور غیب در غیب ہے اسی طرح اپنی قدرت نمائی سے اپنے حسن و احسان کی جلوہ نمائی فرماتا ہے اور اپنے پیارے چہرہ کی نقاب کشائی کرتا ہے تا اس کے بندے اس کو دیکھیں اور اس کے حسن و احسان پر اطلاع پا کر اُس سے محبت اور وفاداری کا تعلق قائم کریں۔ پس ہمارا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو دیکھتے ہوئے اس یار وفادار سے وفاداری کا عہد باندھیں اور اپنے سارے وجود کو اس کی رضا جوئی میں لگا دیں اور ہرگز ہرگز اس کے غیر کی طرف نظر نہ کریں کہ

ہر کہ یک بار نظر بر رخ خوب تو کشاد
بایدش دیدہ ز دیدار جہاں باز گرفت

جس کی ایک بار بھی اُس حسن کامل پر نظر پڑ جائے اس پر واجب ہو جاتا ہے کہ وہ تمام دنیا کی طرف سے آنکھیں بند کر لے اور خدا کے غیر پر نظر کرنا اپنے اوپر قطعی حرام کر لے۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہیئے اور رات دن لگا کر کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے احسانوں کے شکرگزار رہیں اور ہماری روح اس کے احسانوں کو دیکھ کر گداز ہو کر پانی کی طرح اُس کے قدموں میں بہہ پڑے۔ چاہیئے کہ ہم وہ تمام عہد جو ہم نے اُس پاک ذات سے کئے ہیں صدق دل سے نبھائیں اور اپنا سب کچھ قربان کر کے اپنا جان، مال، عزت اور غرض ہر پیاری چیز اس کی راہ میں خرچ کر کے وفاداری کا ثبوت دیں تا اس کی نصرت اور معیت اور محبت ہمیشہ ہمیں حاصل رہے اور ہم دنیا کو دکھائیں کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔

دوسرا فرض جو اس وقت ہم پر عاید ہوتا ہے یہ ہے کہ ہم اُس دولت کی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں دی ہے قدر کریں اور ان لعل وجواہر سے جو حضور نے لٹائے اپنی جھولیاں بھر لیں۔ علم و معرفت کا یہ خزانہ اور اسرار دین کی یہ دولت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں عطا فرمائی ہے اس کی قدر نہ کرنا انتہائی ناشکری اور اپنی جان پر ظلم ہے۔ یاد رکھو کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جو لوگ اس کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتے ان سے وہ نعمتیں چھین لی جاتی ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کی قدر کرو اور ان کو بڑی محبت کے ساتھ

پڑھو اور ان کے فرمودات پر عمل کرو کیونکہ اسی میں ہمارے لئے اور تمام دنیا کے لئے نجات کا سامان ہے۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ کہیں یہ دولت ہم سے واپس نہ لے لے یا کسی اور قوم کو اس کا وارث کر دے جو اس کی قدر کرنے والی ہو۔

تیسرا فرض ہم پر یہ عائد ہوتا ہے کہ ہم اپنی تبلیغی کوششوں کو تیز سے تیز تر کر دیں اور خصوصاً عیسائیوں کو اس دائمی زندگی کے سرچشمہ کی خبر دیں جس کے پینے کے بعد انسان کبھی نہیں مرتا آئندہ چند سال ہمیں خاص طور پر عیسائیوں میں تبلیغ کے لئے صرف کرنے چاہئیں اور دعاؤں پر زور دینے اور تبلیغ کے ذریعہ کوشش کرنی چاہئیے کہ ہمارا ملک جلد از جلد عیسائیت کے پھیلائے ہوئے ہلاکت آفریں زہر سے محفوظ ہو جائے۔ اس ضمن میں ہمیں اپنے غیر احمدی مسلمان بھائیوں کو بھی اپنی کوششوں میں شریک ہونے کی دعوت دینی چاہیئے۔ خدا کے فضل سے پاکستان کا سمجھدار اور تعلیم یافتہ طبقہ عیسائیت کے خطرہ سے خبردار ہو رہا ہے اگر ان کو مناسب رنگ میں اور ہمدردی اور محبت کیساتھ سمجھایا جائے تو امید ہے کہ وہ ضرور ہماری کوششوں میں ہمارے ساتھ شریک ہو جائیں گے۔ خدا وہ دن جلد لائے کہ ساری دنیا کے انسان انسانیت کے محسن اعظم ہمارے آقا و مولا محمد مصطفٰے صلعم کے دامن سے وابستہ ہو کر خدا کے فضلوں کے وارث ہوں۔

عیسائیت کی تبلیغ کے دو ذرائع ہیں ان کے سکول اور ان کے خیراتی ادارے ہمیں چاہیئے کہ سارے مسلمانوں کو ان دونوں خطرات سے آگاہ کرتے رہیں اور انہیں بتائیں کہ جو لوگ اپنے بچوں کو عیسائیوں کے عیسائی سکولوں میں داخل کرتے ہیں وہ اپنی اولاد کے ہمدرد نہیں۔ اگر انہیں واقعی اسلام کی صداقت کا یقین ہو تو وہ کبھی محض دنیا کے فائدے کی خاطر اپنی اولاد کے ایمانوں کو خطرے میں نہ ڈالیں۔

عیسائیوں کے خیراتی اداروں کے ذریعہ جو عیسائیت کی تبلیغ ہوتی ہے اس کا مقابلہ ہم اس طرح کر سکتے ہیں کہ اپنی خدمتِ خلق کی کوششوں کو تیز کر دیں اور اپنے دل میں بنی نوع انسان کی بے پناہ ہمدردی پیدا کریں اس کے لئے بھی ضروری ہے کہ یہ کوششیں صرف احمدیوں تک نہ رہیں بلکہ غیر از جماعت لوگوں کو بھی اس کی تحریک کی جائے۔ میں نے پہلے بھی قائدین کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ دکھیا انسانوں کی خدمت کریں تو ہمیں اپنی کوششوں کو وسیع تر کرنا پڑے گا۔ ہر مجلس کے پروگرام میں یہ بات شامل ہونی چاہیئے کہ نہ صرف اپنے اراکین میں خدمتِ خلق کا جذبہ پیدا کریں بلکہ اپنے محلہ اور حلقۂ اثر کے دوسرے مسلمانوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں۔ قرآن کریم نے مومن کی ایک یہ صفت بھی بیان کی ہے کہ تواصوا بالمرحمۃ وہ ایک دوسرے کو خدا کے بندوں پر رحم کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ غیر احمدی مسلمانوں میں بھی بہت سے ایسے لوگ ہیں جو خدمتِ خلق کا جذبہ رکھتے ہیں مگر تنظیم نہ ہونے کی وجہ سے اس بہت بڑی نیکی سے محروم رہتے ہیں۔ اگر مجالس خدام الاحمدیہ

یہ پروگرام بنائیں کہ اپنے علاقہ، گاؤں یا محلہ کے بیمار، کمزور اور قابلِ امداد لوگوں کی فہرست تیار کریں اور غیر احمدیوں میں سے جو نیک دل اور ہمدردی رکھنے والے لوگ اس علاقہ میں رہتے ہیں ان کو ان بیماروں اور قابلِ امداد لوگوں کی مدد کی طرف توجہ دلائیں نیز رفاہ عام کے کاموں مثلاً سڑکیں بنانے، گلیوں کی صفائی کرنے کے پروگرام میں دوسروں کو بھی شامل کریں تو یہ نہ صرف قوم و ملک کی خدمت ہو گی بلکہ اس طرح عیسائیت کے مقابلہ میں بھی مدد ملے گی۔

چوتھا فرض جو اس وقت ہم پر عائد ہوتا ہے یہ ہے کہ ہم کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کی بکثرت اشاعت کریں۔ ۱۲ مئی کو قائدین اضلاع کی جو میٹنگ ہوئی تھی اس میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ مجلس خدام الاحمدیہ اس کتاب کو ایک لاکھ کی تعداد میں چھپوا کر مفت تقسیم کرے جب میں نے قائدین کے اس فیصلہ کی اطلاع حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو دی تو حضور نے اس پر خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے مجلس کو اس بات کی اجازت دی کہ مجلس یہ کتاب شائع کرے۔ چنانچہ یہ کتاب کچھ چھپ گئی ہے اور کچھ چھپ رہی ہے مگر افسوس ہے کہ قائدین نے جتنی تعداد میں کتابیں لینے کا وعدہ کیا تھا اس کے مطابق رقوم ابھی تک نہیں بھجوائیں جس کی طرف فوری توجہ چاہیئے۔ یاد رہے کہ یہ ایک غیر معمولی واقعہ تھا اور غیر معمولی واقعات غیر معمولی قربانی چاہتے ہیں۔ پس نوجوانوں کو ہمت سے کام لینا چاہیئے اور اپنے وعدوں کو جلد از جلد پورا کرنا چاہیئے۔

طباعت کے بعد دوسرا مرحلہ تقسیم کا ہے اس کے لئے بھی بڑی کوشش اور جدّ و جہد کی ضرورت ہو گی۔ کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ کتاب نہ صرف یہ کہ ہر احمدی خود پڑھے بلکہ ہر عیسائی اور ہر تعلیم یافتہ مسلمان تک بھی پہنچائی جائے۔

آخر میں میں احمدی نوجوانوں سے یہ کہنا ہوں کہ یہ دَور جس میں سے جماعت اس وقت گذر رہی ہے بہت ہی خطرناک دَور ہے اس لئے بہت زیادہ دعاؤں اور للّٰہیت اور باہم محبّت اور اخوّت پیدا کرنے کی ضرورت ہے تا اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہو اور وہ پاک روحانی انقلاب آجائے جس کے لئے ہماری جماعت کو خدا نے کھڑا کیا ہے +

معارف القرآن

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَ

تُو (ان سے) کہہ (کہ بتاؤ) آسمان اور زمین سے تمہیں کون روزی دیتا ہے یا (یہ کہ) کانوں اور آنکھوں پہ کون قابو رکھتا ہے اور

مَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ

کون (ایک) مُردہ (چیز) میں سے زندہ (چیز) نکالتا اور زندہ (چیز) میں سے مُردہ (چیز) نکالتا ہے اور کون (اس) تمام امر کا انتظام

فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

کرتا ہے۔ اِس پر وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ (تعالیٰ کرتا ہے) تب (انہیں) کہہ (کہ پھر وجہ) کیا (ہے کہ) تم تقویٰ اختیار نہیں کرتے۔

تشریح :-

اِس آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ جیسے پانی زمین میں طاقت ہونے کے بغیر یا زمین بغیر پانی کے کچھ نہیں اُگا سکتی۔ اسی طرح خالی عقل روحانی ہدایت کے لئے ناکافی ہے۔ اور الہام کی بارش کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔ نیز فرمایا کہ جب آنکھوں اور کانوں کا خالق بھی خدا تعالیٰ ہی ہے اور ہدایت دینا بھی اسی کا کام ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ کان اور آنکھیں تو پیدا کر دے لیکن جو کام اُن سے لینا ہے اس کا انتظام نہ کرے۔ پھر جاننا چاہیئے کہ جب بظاہر مُردہ چیزوں میں سے زندگی نکلتی رہتی ہے (جیسے کھاد سے کھیتی نکلتی ہے) تو مُردہ دلوں سے روحانی زندگی کا چشمہ پھوٹنا کیوں ممکن نہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کیسے فوراً عذاب بھیج کر سب منکرین کو تباہ کر دے ——— مَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ جب کام کو چلانا خود خدا کے ذمہ ہے تو پھر کیسے ممکن ہے کہ وہ خود اُس مشین کو تباہ کر دے جسے اُس نے چلانا ہے۔ رزق حیات کا ذریعہ ہے اور کان اور آنکھ عقل اور احساس کا۔ حیات و ممات قوّتِ عملیہ پر دلالت کرتے ہیں۔ اور عقل کے لئے تدبیر کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے ان کے ذکر میں اشارہ ہے کہ یہ ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ حیات، احساس، قوّتِ عملیہ اور اعمال کے لئے نظام پیدا کرے اور پھر انسان کو چھوڑ کر الگ ہو جائے۔ نیز یہ کہ جب شروع سے یہ کام خدا تعالیٰ کر رہا ہے تو اب ان میں سے کسی کو معبودانِ باطلہ کی طرف کیسے منسوب کیا جا سکتا ہے؟

(مخزنِ معارف)

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ ہی رازق ہے

حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اللہ تعالیٰ پر پورا پورا توکل کرو تو تمہیں ایسا رزق دیا جائے جیسے پرندوں کو دیا جاتا ہے جو صبح سویرے بھوکے نکل کر جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر آتے ہیں۔

اسی طرح روایت بیان کی جاتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو بھائی تھے۔ ایک حضورؐ کی خدمت میں رہا کرتا تھا اور دوسرا محنت مزدوری کرتا تھا۔ محنت کرنے والے نے آنحضرتؐ کے پاس اپنے بھائی کی شکایت کی (کہ یہ کام نہیں کرتا اور سارا بوجھ مجھ پر ہی ہے) حضورؐ نے فرمایا شاید مجھے اسی کے طفیل رزق دیا جاتا ہے۔ (ترمذی)

نیکی کے بے شمار طریقے

حضرت ابوذرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ کون سا عمل زیادہ فضیلت والا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کی راہ میں جہاد۔ میں نے عرض کیا کون سی گردن افضل ہے؟ فرمایا جو مالکوں کو بہت عزیز اور قیمتی ہو۔ میں نے عرض کیا اگر میں ایسا نہ کر سکوں؟ فرمایا ایسے فقیر عیال دار کی اعانت کر جو کام نہیں پاتا۔ کوئی پیشہ نہیں جانتا۔ اور روٹی کا محتاج ہے۔ میں نے عرض کیا اگر عمل خیر کی طاقت نہ ہو؟ فرمایا پھر کم از کم لوگوں کو ایذا نہ دے کہ یہ تیرے نفس کا صدقہ ہے۔ (بخاری)

کشادہ روئی سے ملنا بھی نیکی ہے

حضرت ابوذرؓ ہی ایک اور روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی چھوٹے سے چھوٹے نیک کام کو بھی حقیر نہ جانو خواہ وہ صرف یہی کیوں نہ ہو کہ تو اپنے بھائی کو کشادہ روئی سے ملے۔ (مسلم)

سرحدی چھاؤنیاں

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں وہ چیز بتاؤں جس سے خدا تعالیٰ گناہ مٹادے اور درجے بلند کرے؟ عرض کیا یا رسول اللہ! ضرور فرمائیے۔ فرمایا کہ باوجود سخت دقتوں کے پورا پورا وضو کرنا اور مسجدوں کی طرف کثرت سے آمدورفت اور ایک نماز کے بعد دوسرے وقت کی نماز کا انتظار رہنا اور شیطانی لشکر کی روک تھام کیلئے گویا سرحدی چھاؤنیاں ہیں (مسلم)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اب عیسائیت کا دور ختم ہونے والا ہے

"چالیس کروڑ سے بھی زائد انسان عیسائی ہو چکے ہیں۔ جب اوّل ہی اوّل یہ لوگ آئے تو مولوی ان کے حملوں اور اعتراضوں سے محض ناواقف تھے۔ ان کو پورا علم نہ ان کے اعتراضوں کا تھا اور نہ قرآن شریف کے حقائق ہی سے آگاہ تھے۔ برخلاف اس کے عیسائیوں کے پاس اقبال اور تالیفِ قلوب کے ذریعے تھے اسلئے ان کی ترقی ہوتی گئی مگر اب اُن میں ایک بھی نہیں جو اس کے تنزل کو دیکھ سکے۔ اب ان کا دَور ختم ہونے والا ہے اور مختصر طور پر جعلی فرضی خدا کو سمجھ لیں گے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ عیسائیوں کا تانا بانا آریہ اور سناتن دھرم سے بھی بودا ہے۔ کیونکہ انہوں نے ساری بنیاد حیاتِ مسیح پر رکھی ہوئی ہے۔ اس کے ٹوٹنے کے ساتھ ہی ساری عمارت گر جاتی ہے۔ یہ بات اِس زمانہ میں کہ وہ زندہ آسمان پر گیا ہے کوئی مان نہیں سکتا جبکہ دلائل قطعیۃ الدلالت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ وہ مر گیا ہے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اب تو لاش کے دکھا دینے تک نوبت پہنچ گئی ہے کیونکہ (سرینگر) کشمیر میں اس کی قبر واقعاتِ صحیحہ کی بنا پر ثابت ہو گئی ہے۔ اِن ساری باتوں کے ہوتے ہوئے کون عقلمند یہ قبول کر سکتا ہے۔ اور اس کی موت کے ساتھ ہی صلیب، کفارہ، لعنت وغیرہ ساری باتیں علومِ یقینیہ کی طرح غلط ثابت ہو جائیں گی۔ اِن ساری باتوں کے علاوہ یہ مذہب ایسا کمزور ہے کہ جو پہلو اس نے اختیار کیا ہے وہی بودا۔ ایک لعنت ہی کے پہلو کو دیکھو۔ اگر اِس پہلو کو اختیار نہ کرتے تو بہتر تھا کیونکہ جب یہ سچی بات ہے کہ لعنت کا تعلق دل سے ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ ملعون خدا کا اور خدا ملعون کا دشمن ہو جاوے اور خدا سے اس کا کوئی تعلق نہ رہے اور وہ خدا سے برگشتہ ہو جاوے تو پھر کیا باقی رہا ...... غرض اب عیسائی مذہب کے خاتمہ کا وقت آگیا۔

پس تم اپنی ہمت اور سرگرمی میں سُست نہ ہو۔ بہت سے مسلمان کہلا کر دوسرے امور میں منہمک ہو جاتے ہیں۔ مگر تم خُدا سے ڈرو اور سچی تبدیلی اور تقوےٰ طہارت پیدا کرو۔ اِس راہ میں سُست ہونا شیطان کو نقب لگا کر ایمان کا مال لے جانے کا موقعہ دینا ہے۔"

(الحکم ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء)

دین کی اصل غرض نیکی اور قوّتِ عمل پیدا کرنا ہے

مرکزی تربیتی کلاس کے لئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا پیغام!

حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی نے یہ پیغام دسویں مرکزی تربیتی کلاس میں شرکت کرنے والے خدام کے نام ارسال فرمایا تھا۔ اب اسے مجالس خدام الاحمدیہ کے افادہ کے لئے شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

مجھے معلوم ہوا ہے کہ خدام الاحمدیہ کے شعبۂ تعلیم کی طرف سے سالانہ تربیتی کلاس عنقریب شروع ہو رہی ہے۔ سو میرا احمدی نوجوانوں کے لئے یہ پیغام ہے کہ وہ دین کا علم سیکھیں اور پھر اس علم کو دلبری مگر حکمت اور موعظہ حسنہ کے رنگ میں اپنے عزیزوں، دوستوں اور ہمسایوں تک پہنچائیں۔ دین کوئی فلسفہ نہیں بلکہ دین کی اصل غرض مومنوں میں نیکی اور قوّتِ عمل پیدا کرنا ہے۔

پس خدام الاحمدیہ کو چاہیئے کہ اپنے اندر قوّتِ عمل پیدا کریں اور ایمان کے معاملہ میں ایسی جرأت دکھائیں کہ کوئی چیز اُن کے مقابل پر نہ ٹھہر سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کو یہ حکم دیا ہے کہ جب بھی اور جہاں بھی کوئی منکر بات دیکھو جو دین یا اخلاق یا محبتِ الٰہی یا اکرامِ رسولؐ یا آداب بزرگان کے خلاف ہو تو بڑی جرأت کے ساتھ اس کا مقابلہ کرو۔ بے شک آپ لوگوں کو لڑنے بھڑنے سے روکا گیا ہے مگر لڑنا بھڑنا اور چیز ہے لیکن جرأت کے ساتھ بدی کا مقابلہ کرنا اور نیکی کو پھیلانا بالکل اور چیز ہے۔ اور یہ بات صرف پختہ ایمان کے ذریعہ پیدا ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔

والسلام

خاکسار۔ مرزا بشیر احمد

۱۷/۴/۶۳

مکرم روشن دین صاحب تنویر
بی۔ اے۔ ایل ایل بی

آج فساد اور ہے

پہلے فساد اور تھا آج فساد اور ہے
آج ہے اور معرکہ آج جہاد اور ہے

دل کا مزاج اور ہے تن کی نہاد اور ہے
شعلۂ برق اور ہے خاکِ رماد اور ہے

پہلے تھی اور کربلا آج ہے اور کربلا
آج حسینؓ اور ہے ابنِ زیاد اور ہے

پہلے تھا حملۂ تبر آج ہے حملۂ خرد!
دینِ خدا کے ساتھ انہیں آج عناد اور ہے

بحرِ حرص و ہوا کی موج ہے دیکھ سنبھل کے ناخدا
کشتیٔ نوح کے لئے بادِ مراد اور ہے

تو ہے مسافرِ ازل تو ہے مسافرِ ابد!
ایسے سفر کے واسطے توشہ و زاد اور ہے

وجد سا آگیا ہے تنویر ترے بیان سے
بلبلِ حق نواز کا نغمۂ شاد اور ہے

مکرم شیخ عبد القادر صاحب لاہور

قرآن مجید اور نظام کائنات

(۴)

آسمانی بجلی کے افادی پہلو

هُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو "خالد" ابی مئی ۱۹۶۳ء)

آج سے چودہ سو سال قبل قرآن حکیم نے دنیا کو بتایا کو بجلی کی چمک میں خوف بھی ہے اور فوائد بھی۔ فرمایا:۔

هُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ
خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ یُنْشِئُ
السَّحَابَ الثِّقَالَ وَیُسَبِّحُ
الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ (رعد: ۱۳)

وہی ہے جو تمہیں بجلی کی چمک دکھاتا ہے خوف کے لئے بھی اور طمع کے لئے بھی اور بھاری بادل اٹھاتا ہے اور رعد اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے۔"

دوسری جگہ اسی مضمون کی مزید تفصیل ہے۔ فرمایا:۔

"اور اس کے نشانوں میں سے یہ ہے کہ وہ تم کو بجلی خوف اور طمع پیدا کرنے کے لئے دکھاتا ہے اور آسمان سے پانی اُتارتا ہے۔ پھر اس کے ذریعہ سے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ اس میں عقل والے لوگوں کے لئے بڑے نشان ہیں۔" (روم: ۲۵)

عصر حاضر میں علمائے فطرت نے جب برق و رعد پر تحقیق کی تو انہیں معلوم ہوا کہ قدرت کی اس چمکار میں جہاں سامان خوف و خطر ہے وہاں گوناگوں فوائد بھی مضمر ہیں۔ زمین اپنی زرخیزی کے لئے بڑی حد تک نائٹروجن کی محتاج ہے۔ برق و رعد ہر ایکڑ زمین کو پانچ پونڈ سالانہ نائٹروجن آکسائیڈ مہیا کرتی ہیں۔ یہ نائٹروجن آکسائڈ آسمانی پانی کے ذریعہ زمین میں جذب ہوتے ہیں اور اس طرح ہر آن زمین کی قوتیں جو مرجاتی ہیں بحال ہو رہی ہیں۔ گویا رعد بھی قوانین فطرت کے سامنے سجدہ ریز ہے۔ وہ ایسے کام سرانجام دے رہی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کے پہلو نکلتے ہیں۔

مصنوعی طور پر نائٹروجن کے آکسائڈ حاصل کرنے کے لئے نائٹروجن اور آکسیجن گیسوں کے درمیان برقی شرارہ

گزارا جاتا ہے۔ فضا میں یہ دونوں گیسیں آزاد حالت میں موجود ہیں۔ آسمان پر جب بجلی چمکتی اور کڑکتی ہے تو یہ برقی شرارہ پیدا ہوتا ہے اور ان دونوں گیسوں کے ملاپ کی صورت نکل آتی ہے اور نائٹروجن کا آکسائڈ بن جاتا ہے جو پانی میں حل پذیر ہونے کی وجہ سے حل ہو کر زمین پر آ جاتا ہے اور اس میں جذب ہو جاتا ہے۔

سائنس دان اب اس کوشش میں مصروف ہیں کہ اگر آسمانی بجلی کو بغیر کسی خطرے کے زمین تک لانے اور پھر اسے استعمال کرنے کا طریقہ معلوم ہو جائے تو صنعتی اعتبار سے ہم حیرت انگیز فوائد حاصل کر سکیں گے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ فضا میں ایک لمبا شعلۂ برق پیدا کرنے کے لئے ایک ارب دولٹ کی ضرورت ہے۔ اسی سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آسمان پر جو برقی چمک نظر آتی ہے اور جو کئی میل لمبی ہوتی ہے کس قدر عظیم وولٹیج یا برقی بار کی حامل ہوتی ہے آسمانی بجلی کے گوناگوں فوائد میں سے چند ایک کا ابھی تک علم ہوا ہے مستقبل میں بہت سی ایسی چیزیں منظرِ عام پر آئیں گی کہ رعد کی تسبیح و تحمید کی آفاقی زبان جو کہ آج تک ہم پورے طور پر سمجھ نہیں پائے ایک حد تک ہم اس سے شناسا ہو جائیں گے۔

ایک ماہر ارضیات ڈیل سواڈ نر اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:۔

"بہت سے لوگ بجلی کی چمک کو صرف تباہ کاری کا نشان خیال کرتے ہیں لیکن اب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ بجلی کی چمک نائٹروجن کے آکسائڈ پیدا کرتی ہے جو زمین تک آ جاتے ہیں خصوصاً بارش اور کہر وغیرہ کے ساتھ مل کر۔ اس طرح سے جو نائٹریٹ آسمانی سے مل جاتا ہے اس کا اندازہ یہ کیا گیا ہے کہ ایکڑ زمین کے حصے میں سالانہ پانچ پونڈ آتا ہے یعنی تقریباً تیس پونڈ سوڈیم نائٹریٹ کے برابر"

ایک دوسرے عالم فطرت لکھتے ہیں:۔

"زمین اپنی بارآوری اور سیر حاصلی کے لئے بھی ایک بڑی حد تک نائٹروجن کی محتاج ہے لیکن اس میں قابلِ حل نائٹروجن کا داخلہ صرف دو صورتوں ہی میں ممکن ہے۔ اور اگر ان میں سے کوئی ایک بھی میسر نہ ہو تو زمین سے غذائی اجناس کا حاصل ہونا محال ہو جائے۔ پہلی صورت تو یہ ہے کہ بعض قسم کے جراثیم جو دانہ دار فصلوں کی جڑوں میں رہتے اور پلتے ہیں فضا سے خالص نائٹروجن لے کر اپنے جسمانی عمل سے اُسے مرکب نائٹروجن میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اور جب یہ فصلیں کٹ جاتی ہیں اور ان کے پودے مرجاتے ہیں تو اس مرکب کا کچھ حصہ زمین ہی میں رہ جاتا ہے۔

نائٹروجن کے زمین میں گھل مل جانے کا دوسرا وسیلہ رعد اور کڑک ہے جب کبھی بجلی کا کوئی کوندا فضا میں لپکتا ہے تو وہ اس کی نائٹروجن میں آکسیجن کی ایک

خفیف سی مقدار ملا دیتا ہے اور یہ مرکب
کڑک کے بعد ہونے والی بارش کے ذریعے
زمین پر پہنچتا اور اس میں جذب ہو جاتا
ہے۔"

یہی عالم فطرت آگے چل کر لکھتا ہے:۔

"اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ اس
زمانے میں جب غذا کی مستقل کمی اور انسانیت
کی فاقہ کشی کو صاف طور پر مستقبل کا ایک
امکان تصور کر لیا گیا تھا یعنی کم و بیش
گزشتہ نصف صدی میں، عین اسی
زمانے میں ایسے طریقے دریافت کر لئے
گئے جن کے ذریعے نائٹروجن فضا میں سے
پیدا کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ دنیا کی
فاقہ کشی کا خطرہ دور ہو چکا ہے۔ اور
ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ نائٹروجن
کا مرکب حاصل کرنے کے لئے اہل علم کی
طرف سے جو مختلف کوششیں کی گئیں
ان میں سے ایک کوشش فطرت کے ایک
عمل کی ہو بہو نقالی تھی یعنی موزوں قدرتی
حالات میں رعد کے مصنوعی طوفان برپا
کئے گئے۔ چنانچہ فضا میں مناسب پیمانے
کی برقی قوتیں پیدا کرنے کے لئے تین
لاکھ گھوڑوں کی طاقت کے برابر قوت
صرف کی گئی ...... اس عمل کے نتیجے میں
مرکب نائٹروجن کی خاصی معقول مقداریں
حاصل کر لی گئیں۔"

ان وضاحتوں کے پیش نظر جو کہ برق و رعد کے
افادی پہلوؤں کی ایک نامکمل تصویر ہے قرآنی بیان پر
دوبارہ نظر ڈالیں تو قرآن حکیم کی مندرجہ بالا آیات سے
حسب ذیل باتیں مترشح ہیں:۔

(۱) برق و رعد میں جہاں خطرے کے پہلو ہیں
وہاں افادی پہلو بھی ہیں۔

(۲) آسمانی بجلی کے پیدا ہونے کے بعد جو بارش
کا پانی برستا ہے وہ زمین کو اس کی مُردنی
کے بعد زندگی عطا کرنے والا ہوتا ہے یعنی
اس میں ایسے مرکب شامل ہو جاتے ہیں جو
زمین کی باروری اور اس کی زرخیزی کے لئے
ایک لازمہ ہیں۔

(۳) علمائے فطرت جب ان افادی پہلوؤں پر
غور کریں گے تو ان کو قدرت کے اس عمل میں
بڑے بڑے نشان نظر آئیں گے۔

سائنسی انکشافات کے پیش نظر یہ سب باتیں ایک
زندہ حقیقت ہیں۔

علوم جدیدہ حاصل کرو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی
غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑی جدوجہد
سے حاصل کرو۔"

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۷۵)

ابو الظفر رائے شمشیر خان صاحب جوئیہ

امّت کے اندر ظلّی نبوّت کے جاری رہنے کا امکان

(۲)

احادیث کی روشنی میں

نبوّت اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم الشان نعمت اور بنی نوع انسان کے حق میں ایک بے مثال رحمت ہے۔ خدائے رحیم وکریم اس رحمت کے دروازے کو قیامت تک بند نہیں کرے گا کیونکہ اس کی شانِ رحیمیت کا یہی تقاضا ہے۔ مگر ساتھ ہی دینِ کامل یعنی اسلام کی فضیلت کا بھی تقاضا ہے کہ اب یہ بابِ رحمت اسلامی شریعت اور سیدنا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی طفیل وا ہو سکے۔ گزشتہ شمارہ میں اس موضوع پر قرآنِ مجید کی رُو سے روشنی ڈالی گئی تھی۔ زیرِ نظر قسط میں اسی موضوع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چند احادیث پیش کی جا رہی ہیں:۔ (ادارہ)

۱۔ سرورِ کائنات بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آیت خاتم النبیین کے نزول کے پانچ سال بعد اپنے کمسن فرزند حضرت ابراہیمؑ کی وفات پر فرماتے ہیں:۔

لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا

(ابن ماجہ جلد ۱ صفحہ ۲۲۳ مطبوعہ مصر)

ترجمہ:۔ اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور صدیق نبی بنتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے واضح ہے کہ اگر آپ خاتم النبیین کا مطلب یہ سمجھتے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو آپ فرماتے کہ اگر ابراہیمؑ زندہ بھی رہتا تب بھی نبی نہ ہوتا کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ گویا آیت خاتم النبیین صاحبزادہ ابراہیمؑ کے نبی بننے میں روک نہ تھی محض ان کا وفات پا جانا اُن کے نبی بننے میں روک تھا۔ اور یہ ایسی ہی بات ہے کہ کسی ہونہار طالب علم کے فوت ہو جانے پر کہا جائے کہ اگر یہ زندہ رہتا تو ایم۔ اے کر لیتا۔ ظاہر ہے یہ فقرہ اسی صورت میں کہا جائے گا جب ایم۔ اے کی ڈگری مل سکتی ہو۔ مگر ہونہار طالب علم فوت ہو جانے کے باعث حاصل نہ کر سکے۔

۲۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ابوبکر افضلُ هٰذهِ الاُمّةِ

إلّا أن يكون نبيٌّ۔
(کنوز الحقائق مرتبہ امام مناوی
طبع مصر صٓ)

ترجمہ: حضرت) ابو بکر (صدیق رضی اللہ عنہ) میری اُمّت میں سب سے افضل ہیں سوائے اس کے جو اُمّت میں سے کوئی نبی ہو۔

اور ایک دوسری حدیث میں آپ فرماتے ہیں:۔

ابوبکر خیرُ النّاس إلّا أن
یکونَ نبیٌّ۔ (طبرانی کبیر و من
ابن عدی بحوالہ جامع الصغیر مرتبہ امام
سیوطیؒ طبع مصر صہ)

ترجمہ۔ یعنی ابوبکر اس اُمّت کے بہترین انسان ہیں، سوائے اس کے کہ بعد میں کوئی نبی پیدا ہو جائے۔

یہ دو حدیثیں جو ایک ہی مفہوم کی حامل ہیں اور حدیث کی تین مختلف کتابوں سے ہیں جو کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ ان میں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری اُمّت میں ابوبکرؓ کا درجہ سب سے بلند ہے۔ ہاں اگر بعد میں کوئی نبی پیدا ہو جائے تو اور بات ہوگی۔ کیونکہ ایک نبی کا درجہ بہرحال ایک غیر نبی سے افضل ہوتا ہے۔

۳۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

تکون النبوّۃ فیکم ما شاء اللہ
ثمّ تکون خلافۃ علیٰ منہاج
النبوّۃ ما شاء اللہ۔ ثمّ تکون
ملکاً عاضاً تکون ما شاء اللہ
.... ثمّ تکون خلافۃ
علیٰ منہاج النبوّۃ۔
(مسند احمد جلد ۵ ص۴۰۴)

ترجمہ۔ تم میں نبوت رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اس کے بعد منہاج نبوت پر خلافت ہوگی اور وہ رہے گی جب تک کہ اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اس کے بعد بادشاہت شروع ہوگی اور وہ بھی رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اس کے بعد خلافت ہوگی منہاج نبوت پر۔ منہاج نبوت پر خلافت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہوئی تھی تو اب لازم ہے کہ آخری زمانہ میں بھی نبی ہو جس کی وفات پر دوبارہ خلافت شروع ہو۔

۴۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لم یبق من النبوّۃ إلّا المبشّرات
(بخاری جلد ۴ ابواب التعبیرات)

ترجمہ۔ نبوت میں سے اب صرف مبشرات باقی رہ گئی ہیں۔ مبشرات بھی نبوت کا ایک حصہ جو منقطع نہیں ہوئی۔

۵۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اطمئنّ یا عمّ (عباس) فانّک
خاتم المهاجرین فی الهجرة
کما انا خاتم النبیّین
فی النبوّۃ۔
(کنز العمال جلد ۶ ص۱۷۸)

ترجمہ۔ اے چچا! تسلی رکھیے کیونکہ آپ اسی طرح خاتم المہاجرین

ہیں جس طرح کہ میں خاتم النبیین ہوں۔

ظاہر ہے کہ حضرت عباسؓ صرف مکہ کے مہاجرین میں سے آخری تھے نہ کہ بعد کے مہاجرین سے بھی۔ گویا جس طرح حضرت عباسؓ کو خاتم المہاجرین کہنے سے ہر قسم کی ہجرت (چاہے پہلے ہو چکی یا بعد میں ہونے والی تھی) مراد نہیں بلکہ خاص مکہ کی ہجرت کی طرف اشارہ ہے اسی طرح خاتم النبیین میں ہر قسم کی نبوت مراد نہیں بلکہ صرف تشریعی نبوت کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ میرے بعد بند ہے ورنہ آپ کے معانی کے مطابق تو گزشتہ پارٹیشن میں جو بچاس ساٹھ لاکھ مسلمان ہجرت کرکے پاکستان پہنچے ہیں گویا مہاجرین نہیں کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباسؓ کو خاتم المہاجرین قرار دے چکے ہیں۔ آسام اور مغربی بنگال سے بھارتی سامراج کے تشدد کے نیچے آج بھی ہزاروں مسلمان ہجرت کرکے مشرقی پاکستان آرہے ہیں ـــــ کیا ان پر مہاجر کے لفظ کا اطلاق ناجائز ہے؟

(۴) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں لا مھدی الا عیسیٰ (ابن ماجہ وحاکم) یعنی آنے والے مہدی کے سوائے اور عیسیٰ کوئی نہیں ہے۔ مہدی اور عیسیٰ ایک ہی وجود ہے۔ ایسا اور حدیث میں اس آنے والے مسیح موعود کو نبی کہہ کر پکارا ہے:-

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس بینی وبینه نبی یعنی عیسیٰ وانه نازل فاذا رأیتموه فاعرفوه۔ رجل مربوع الی الحمرة والبیاض فیقاتل الناس علی الاسلام فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة۔

(ابو داؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال)

ترجمہ۔ یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ کہ آنے والے مسیح اور میرے درمیان کوئی اور نبی نہیں ہے اور مسیح ضرور تم میں نازل ہوگا پس جب وہ آئے تو تم اسے دیکھتے ہی پہچان لینا۔ اس آنے والے مسیح کا قد درمیانہ ہوگا اور رنگ سُرخی کی جھلک لئے ہوئے سفید ہوگا۔ وہ اسلام کی تائید میں دوسرے مذہبوں کے ساتھ مقابلہ کرے گا اور صلیبی عقائد کو پاش پاش کر دے گا۔ اور خنزیری گندوں کو مٹا دے گا اور چونکہ اس کے زمانہ میں دین کے لئے تلوار کی جنگ نہیں ہوگی اس لئے وہ جزیہ کو بھی منسوخ کر دے گا۔

ابو داؤد کی اس حدیث سے ذیل کی تین باتیں روزِ روشن کی طرح ثابت ہوتی ہیں:-

(۱) محمدی سلسلہ کا مسیح خود حضور سرور کائنات کے ارشادِ گرامی کے مطابق خدا تعالیٰ کا نبی ہے جو اُمتِ محمدیہ کی حفاظت کے لئے اس کے آخری کنارے پر اس طرح چوکس ہو کر کھڑا ہے جس طرح کہ اس کے ابتدائی کنارے پر آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں۔

(۲) ایسے نبی کا آنا جو یُقاتل الناس علی الاسلام کے ارشاد کے مطابق خدمتِ اسلام

کے لئے مبعوث کیا گیا ہو۔ آیت خاتم النبیین کے خلاف نہیں کیونکہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا روحانی فرزند اور آپ ہی کے وجود کا حصہ ہے۔ اور اسی لئے اس آیت کے باوجود آپ اسے خود اپنی زبانِ مبارک سے نبی قرار دے رہے ہیں۔

(۳) اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود کے درمیان نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے کیونکہ فیج اعوج کا زمانہ ازل سے دجالون کذابون کی پیشگوئی کے مطابق جھوٹے نبیوں کے لئے "ریزرو" ہو چکا ہے !!

۷۔ ابوداؤد کی اس حدیث کی تائید صحیح مسلم کی ایک حدیث کے ذریعہ سے بھی ہوتی ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح کو ایک ہی فقرہ میں بار بار نبی کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ حضورؐ فرماتے ہیں :-

ویحصر نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ ..... فیرغب نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ ..... ثم یھبط نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ ... . فیرغب نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ الی اللہ - الخ

(مسلم باب ذکر الدجال)

ترجمہ - یعنی جب مسیح موعود یاجوج ماجوج کے زور کے زمانہ میں آئے گا تو مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابی دشمن کے نرغہ میں محصور ہو جائیں گے .. .. پھر مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابی خدا کے حضور دعا اور تضرع کے ساتھ رجوع کریں گے۔ ..... اور اس دعا کے نتیجہ میں مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابی مشکلات کے بھنور سے نجات پا کر دشمن کے کیمپ میں گھس جائیں گے لیکن وہاں نئی قسم کی مشکلات پیش آئیں گی ..... اور پھر مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابی دوبارہ خدا کے حضور دعا کرتے ہوئے جھکیں گے اور خدا ان کی مشکلات کو دور فرمائے گا۔

اس لمبی حدیث میں جسے مفصل نقل کرنے کی اس جگہ گنجائش نہیں مگر وہ یقیناً آخری زمانہ کے فتنوں اور آنے والے مسیح کے متعلق ہے جیسا کہ ہر شخص اصل حدیث کو پڑھ کر فیصلہ کر سکتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی جملہ کے اندر آنے والے مسیح موعود کے متعلق چار دفعہ نبی اللہ کا لفظ استعمال فرماتے ہیں !!

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشاداتِ گرامی کی روشنی میں یہی ثابت ہوتا ہے کہ امت کے اندر **آنحضورؐ کے فیضان سے غیر تشریعی ظلی نبوت** کا امکان موجود ہے !! ◆

آں شہ عالم کہ نامش مصطفےٰ
سیدِ عشاقِ حق شمس الضحےٰ

(کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

مستقل فیچر

بیادگار حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ

قبولِ احمدیت کے ایمان افروز واقعات

(حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلی ملاقات اور چند اہم روایات!

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی صحابہ میں سے تھے۔ حضرت منشی صاحبؓ کا حضرت اقدسؑ سے عقیدت اور عشق کا تعلق حضورؑ کے دعویٰ ماموریت و مجددیت سے بہت پہلے کا تھا۔ حضرت منشی صاحبؓ غیر معمولی روحانی صفات سے متصف تھے۔ آپ کا ذہن رسا بہترین قوتِ یادداشت کا حامل تھا۔ حضرت اقدسؑ سے والہانہ عشق و محبت کی وجہ سے واقعات کی صحت اور زیادہ یقینی ہو گئی ہے۔ ذیل میں حضرت منشی صاحبؓ کی چند اہم ایمان افروز روایات درج ہیں جو آپ نے اپنے فرزند مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ (امیر جماعت احمدیہ لائل پور) کو بذاتِ خود لکھوائیں۔ یہ واقعات "اصحابِ احمدؑ" (مرتبہ ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے درویش قادیان) میں چھپ چکے ہیں۔ ادارہ خالد مکرم سید محمد حسین شاہ صاحب (میانوالی) کا مشکور ہے جنہوں نے یہ مضمون خالد میں اشاعت کے لئے بھجوایا ہے —— (ادارہ)

ہمارے رشتہ دار منشی عبد اللہ صاحب جالندھر میں صدر واصلباقی نویس تھے جو حاجی صاحب کے بہنوئی تھے اُن سے ملنے جالندھر جایا کرتا تھا۔ جالندھر میں اسی طرح مَیں ایک مرتبہ گیا ہُوا تھا کہ معلوم ہُوا کہ ایک بزرگ کہیں سے جالندھر آ رہے ہیں (یہ سرمہ چشم آریہ کی طباعت سے پیشتر کا واقعہ ہے) جالندھر سٹیشن پر مَیں اور میرا ایک رشتہ دار گئے۔ وہاں دو تین سَو آدمی پیشوائی کے لئے موجود تھے اور کنور بکرماں سنگھ نے اپنا وزیر اور سواری حضورؑ کے لانے کے لئے بھیجے ہوئے تھے۔ حضرت صاحبؑ ریل سے اُترے۔ یہ صحیح یاد نہیں کہ حضورؑ کہاں سے تشریف لا رہے تھے۔ لوگوں نے مصافحہ کرنا شروع کیا اور وزیر مذکور نے حضورؑ کو بکرماں سنگھ کے ہاں لے جانے کو کہا۔ اِس درمیان میں مَیں نے بھی مصافحہ کیا تو حضورؑ نے دریافت فرمایا۔ آپ کہاں رہتے ہیں؟ مَیں نے کہا کپورتھلہ۔ لیکن یہاں میرے ایک رشتہ دار منشی عبد اللہ صاحب بوچڑخانہ کے قریب رہتے ہیں۔ حضورؑ نے فرمایا ہم آپ کے ساتھ چلتے ہیں۔

چنانچہ بکرماں سنگھ کی گاڑی میں حضورؑ مولوی عبداللہ صاحب سنوری،
حافظ حامد علی اور خاکسار سوار ہو کر منشی عبداللہ صاحب کے
مکان پر گئے۔ جب حضورؑ گاڑی سے اُترنے لگے تو بہت
ہجوم لوگوں کا ہو گیا۔ عورتیں اپنے بچے حضرت صاحبؑ کی
طرف کرتی تھیں کہ حضورؑ کے کپڑوں کی ہوا لگ جائے۔
اُس وقت اعتقاد کا یہ عالم تھا۔ غرض حضورؑ منشی عبداللہ
صاحب کی بیٹھک میں فروکش ہوئے۔

بیٹھک مذکور میں ایک شخص نے سوال کیا۔ کہ آپ
سرسید کو کیا سمجھتے ہیں؟ فرمایا میں تو ایک طرح دیانند کی
بھی اس لحاظ سے قدر کرتا ہوں کہ وہ بت پرستی کے خلاف
ہے اور سرسید تو مسلمان ہے۔ انہوں نے تعلیمی کام مسلمانوں
کے لئے کیا ہے اُن کا ممنون ہونا چاہیئے۔ سرسید کو مسلمان کہنا
بہت لوگوں کو ناگوار معلوم ہوا۔ پھر حضورؑ کسی بات پر تقریر
فرماتے رہے۔

اُس زمانہ کے اعتقاد کے موجب کہ دل کی بات اہل اللہ
بتا دیا کرتے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ نماز میں وساوس
کس طرح دور ہو سکتے ہیں۔ تقریر کرتے کرتے حضورؑ نے میری
طرف مخاطب ہو کر فرمایا اِیَّاکَ نَعْبُدُ کے تکرار سے۔
اور پھر تقریر جاری رکھی۔ میرا اُس وقت آپ پر ایمان ہو گیا۔

منشی عبداللہ صاحب کچھ انڈوں کا حلوہ بنا کر لائے
حضورؑ نے فرمایا مجھے بھوک نہیں ہے لیکن منشی صاحب کے
اصرار پر تھوڑا سا کھا لیا۔ ظہر کی نماز حضورؑ نے قریب کی
مسجد میں پڑھی۔ آٹھ نو بجے صبح آپ سٹیشن پر اُترے تھے اور
بعد نماز ظہر آپ واپس سٹیشن پر تشریف لے گئے۔ آپ گاڑی
میں بیٹھ گئے اور میرے مصافحہ کرنے پر فرمایا۔ ہم سے
خط و کتابت رکھا کر دی۔ یہ غالباً سمت ۱۸۸۱ء، ۱۸۸۲ء کا واقعہ
ہے۔

میں نے کپورتھلہ آکر اپنے دوستوں منشی روڑا
صاحب اور محمد خان صاحب سے اِیَّاکَ نَعْبُدُ والی بات
اور حضورؑ کی تعریف کی۔ اس ملاقات سے دو ڈیڑھ ماہ
بعد میں قادیان آگیا۔ حضورؑ بہت محبت سے پیش آئے۔
خود اندر سے کھانا لا کر کھلاتے۔ میں دس بارہ دن قادیان
رہا۔ اس وقت حافظ حامد علی خادم ہوتا تھا اور کوئی نہ ہوتا۔
جہاں اب مہمان خانہ اور مفتی صاحب کا مکان ہے اسکے
پاس بڑی چوڑی فصیل ہوتی تھی۔

اس کے بعد میں قادیان جاتا رہا۔ بہت دفعہ ایسا
ہوتا رہا ہے کہ جمعہ کی نماز میں پڑھاتا اور حضرت صاحبؑ
اور حافظ حامد علی صرف مقتدی ہوتے۔ میں نے کہا کہ مجھے
خطبہ پڑھنا تو آتا نہیں۔ حضورؑ نے فرمایا کوئی رکوع پڑھ کر اور
بیٹھ کر پھر درود شریف پڑھ دو۔

اُن دنوں الٰہی بخش اکونٹنٹ، عبدالحق اکونٹنٹ
اور حافظ محمد یوسف صاحب سب اوورسیر تینوں مولوی عبداللہ
صاحب غزنوی کے مرید تھے۔ یہ بہت آیا کرتے تھے۔ اکثر موقعہ
ایسا ہوا ہے کہ میں قادیان گیا ہوں تو یہ بھی وہاں ہوتے۔

ایک دن حافظ محمد یوسف اور محمد یعقوب برادران
نے عبداللہ صاحب غزنوی کا ایک کشف بیان کیا تھا۔ کہ
قادیان سے ایک روشنی نمودار ہوگی۔ وہ سارے جہان
میں پھیلے گی مگر میری اولاد اس سے محروم رہے گی۔ ان
تینوں میں سے کسی نے یہ بھی کہا کہ مرزا غلام احمد صاحب سے
ممکن ہے یہ مراد ہو۔ مہدویت کے دعویٰ کے بعد اس

واقعہ سے محمد یوسف صاحب انکاری ہوگئے تو حضرت صاحب نے مجھے حلفیہ شہادت کے لئے خط لکھا کہ تمہارے سامنے محمد یوسف نے یہ واقعہ بیان کیا تھا۔ میں نے محمد یوسف اور محمد یعقوب کو خط لکھا کہ یہاں میرا اور محمد خان صاحب کا جھگڑا ہے کہ وہ کہتے ہیں آپ نے ان الفاظ میں بیان کیا تھا۔ اور میں کہتا ہوں کہ ان الفاظ میں بیان کیا تھا۔ محمد یعقوب صاحب کا خط امرتسر سے آیا جس میں میرے بیان کردہ الفاظ کی اُس نے تائید کی۔ میں محمد یعقوب صاحب کا خط لے کر قادیان پہنچا۔ حضور بہت خوش ہوئے۔ اور وہ خط شائع کر دیا۔ جس سے یہ لوگ بہت شرمندہ ہوئے۔ محمد یوسف صاحب میرے ہم وطن تھے۔ میرا وطن قصبہ بڈھانہ ضلع مظفر نگر ہے اور محمد یوسف صاحب بڈھانے سے ۱۲ میل دور حسین پور کے رہنے والے تھے۔

حضور سے جالندھر کی ملاقات اوّل کے بعد دو ماہ کے قریب گزرنے پر میں قادیان گیا اُس کے بعد مہینے ڈیڑھ مہینے بعد اکثر جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ چار ماہ بعد گیا۔ تو حضور نے فرمایا کیا کوئی معصیت ہوگئی ہے۔ جو اتنی دیر لگائی میں رونے لگا اس کے بعد میں جلدی جلدی قادیان جایا کرتا تھا۔

بعدش سرمہ چشم آریہ طبع ہوئی۔ تو حضور نے چار نسخے مجھے اور چار منشی چراغ محمد صاحب کو کپورتھلے بھیجے۔ چراغ محمد صاحب دینا نگر گورداسپور کے رہنے والے تھے۔ محمد خان صاحب منشی روڑا صاحب۔ منشی عبدالرحمن صاحب اور خاکسار سرمہ چشم آریہ مسجد میں پڑھا کرتے تھے۔ پھر محمد خان صاحب۔ منشی روڑا صاحب اور میں قادیان میں گئے۔ منشی روڑا صاحب نے کہا۔ کہ بزرگوں کے پاس خالی ہاتھ نہیں جایا کرتے۔ چنانچہ تین چار روپے کی مٹھائی ہم نے پیش کی۔ حضور نے فرمایا یہ تکلفات ہیں۔ آپ ہمارے مہمان ہیں ہمیں آپ کی تواضع کرنی چاہیئے۔ پھر ہم تینوں نے بیعت کے لئے کہا۔ کیونکہ سرمہ چشم آریہ پڑھ کر ہم تینوں بیعت کا ارادہ کرکے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے بیعت کا حکم نہیں لیکن ہم سے ملتے رہا کرو۔ پھر ہم تینوں بہت دفعہ قادیان گئے۔ اور لودھانہ بھی کئی دفعہ حضور کے پاس گئے۔

بیعت سے پیشتر میں نے سرسید احمد صاحب کی کتابیں پڑھی تھیں اور میں اور محمد خان وفات عیسےٰ ؑ کے قائل تھے۔ چنانچہ میں نے مولوی رشید احمدؒ صاحب گنگوہی کو خط لکھا کہ حیات عیسےٰ ؑ کہاں سے ثابت ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ جس طرح خضر علیہ السلام کی حیات ضعیف احادیث سے ثابت ہے۔ اور ضعیف احادیث کا مجموعہ اقسام حدیث میں سے حدیث حسن کو پہنچتا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ موضوع احادیث کا مجموعہ ضعیف ہوا۔ اور ضعیف احادیث کا مجموعہ حسن پس کوئی حدیث موضوع نہ رہے گی۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم اہل ہوی کا جواب نہیں دیا کرتے۔ لیکن چونکہ تمہارا تعلق مرزا صاحب سے ہے اس لئے جواب لکھتا ہوں۔ اور مرزا صاحب وہ ہیں کہ معقول باتیں پیش کرتے ہیں اور پھر وہی قرآن سے دکھلا دیتے ہیں۔ اور اُن کا دعوٰی مجددیت قریب بہ اذعان ہے۔ (یہ مولوی رشید احمدؒ صاحب کے الفاظ ہیں) قرآن پر جو کوئی اعتراض کرتا ہے مرزا صاحب معقول جواب اُس کا دیتے ہیں۔ اور قرآن سے نکال کر وہی دکھا دیتے ہیں۔ مراد اس ذکر سے یہ ہے کہ رشید احمدؒ صاحب گنگوہی حضرت صاحب کو مجدد ہونے والے اپنے اندازہ میں سمجھتے تھے۔ وہ خطوط رشید احمدؒ صاحب کے مجھ سے مولوی اشرف علی نے جو رشید احمد کا مرید تھا۔ اور سلطانپور ریاست کپورتھلہ میں رہتا تھا لے کر

دبا لئے اور پھر باوجود مطالبہ دیئے نہیں۔ ۱۸۸۶ء میں حضرت صاحب کے خطوط میرے پاس آئے تھے۔

بیعت اولیٰ سبز کاغذ پر جب اشتہار حضور نے جاری کیا تو میرے پاس بھی ۶-۷ اشتہار حضور نے بھیجے۔ منشی اروڑا صاحب فوراً لودھانہ کو روانہ ہوگئے۔ دوسرے دن محمد خاں صاحب اور میں گئے۔ اور بیعت کرلی۔ منشی عبد الرحمن صاحب تیسرے دن پہنچے کیونکہ انہوں نے استخارہ کیا اور آواز آئی "عبد الرحمن آجا"۔ ہم سے پہلے آٹھ نو کس بیعت کر چکے تھے۔ بیعت حضور اکیلے اکیلے کو بٹھا کر لیتے تھے اشتہار پہنچنے سے دوسرے دن چل کر تیسرے دن صبح ہم نے بیعت کی۔ پہلے منشی روڑا صاحب نے پھر میں نے۔ میں جب بیعت کرنے لگا تو حضور نے فرمایا کہ آپ کے رفیق کہاں ہیں؟ میں نے عرض کی۔ منشی روڑا صاحب نے تو بیعت کرلی ہے اور محمد خان صاحب نہا رہے ہیں کہ نہا کر بیعت کریں گے۔ چنانچہ محمد خان صاحب نے بیعت کرلی۔ اُن کے ایک دن بعد منشی عبد الرحمن صاحب نے بیعت کی۔ منشی عبد الرحمن صاحب، منشی روڑا صاحب اور محمد خاں صاحب تو بیعت کرکے واپس آگئے کیونکہ یہ تینوں ملازم تھے میں پندرہ بیس روز لودھانہ ٹھہرا رہا۔ اور بہت سے لوگ بیعت کرتے رہے۔ حضور تنہائی میں بیعت لیتے تھے اور کواڑ بھی قدرے بند ہوتے تھے۔ بیعت کرتے وقت جسم پر ایک لرزہ اور رقت طاری ہو جاتی تھی۔ اور دعا بعد بیعت بہت لمبی فرماتے تھے۔ اس لئے ایک دن میں بیس پچیس کے قریب بیعت ہوتے تھے۔

بیعت کے بعد جب میں لودھانہ میں ٹھہرا ہوا تھا تو ایک صوفی طبع شخص نے چند سوالات کے بعد حضرت صاحب سے دریافت کیا۔ کہ آیا آپ آنحضرت صلعم کی زیارت بھی کرا سکتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ اس کے لئے مناسبت شرط ہے۔ اور میری طرف منہ کرکے فرمایا یا جس پر خدا کا فضل ہو جائے۔ اُسی رات میں نے آنحضرت صلعم کو خواب میں دیکھا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ایک دفعہ میرے دو تین خواب ازالہ اوہام کی جلد کے ساتھ جو کورے کاغذ تھے اُن پر اپنی قلم سے درج فرمالئے۔ اسی طرح الٰہی بخش اکونٹنٹ نے جب حضرت صاحب کے خلاف کچھ خواب شائع کئے۔ تو حضور نے مجھے لکھا کہ اپنے خواب لکھ کر بھیجو۔ میں نے بھیج دیئے۔ حضور نے وہ خواب اشتہار میں چھپوا دیئے۔ خواب سے پیشتر میں نے یہ شعر بھی لکھا تھا ؎

الا اے بلبل نالاں چہ چندیں ماجرا داری
بیا داغیکہ من در سینہ دارم تو کجا داری

اصل مصحف میں وہ اشتہار اور خواب چھپے ہوئے موجود ہیں۔

ایک دفعہ حضور لدھانہ میں تھے کہ میں حاضر خدمت ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ آپ کی جماعت ساٹھ روپے ایک اشتہار کے صرف کے لئے جس کی اشاعت کی ضرورت تھی برداشت کرلے گی۔ میں نے اثبات میں جواب دیا اور کپورتھلہ واپس آکر اپنی اہلیہ کی سونے کی کڑی فروخت کر دی اور احباب میں سے کسی سے ذکر نہ کیا اور ساٹھ روپے لے کر اڑ گیا۔ اور لدھانہ جاکر پیش خدمت کئے۔ چند روز بعد منشی روڑا صاحب بھی لدھانہ آگئے میں وہیں تھا۔ اُن سے حضور نے ذکر فرمایا۔ کہ آپ کی جماعت نے بڑے اچھے موقعہ پر امداد کی۔ منشی روڑا صاحب نے عرض کی کہ جماعت کو یا مجھے تو پتہ بھی نہیں۔ اُس وقت منشی صاحب مرحوم کو معلوم ہوا

کہ میں اپنی طرف سے آپ ہی روپیہ دے آیا ہوں۔ اور مجھ سے بہت ناراض ہوئے اور حضور سے عرض کیا۔ اس نے ہمارے ساتھ دشمنی کی جو ہم کو نہ بتایا۔ حضور نے منشی روڑا صاحب کو فرمایا۔ منشی صاحب خدمت کرنے کے بہت سے موقعے آئینگے آپ گھبرائیں نہیں۔ منشی صاحب اس کے بعد عرصہ تک مجھ سے ناراض رہے۔

ایک دفعہ منشی روڑا صاحب مرحوم اور میں نے لدھانہ میں حضور کی خدمت میں عرض کی کہ کبھی حضور کپور تھلہ میں تشریف لائیں۔ اُن دنوں کپور تھلہ میں ریل نہ آئی تھی۔ حضور نے وعدہ فرمایا کہ ہم ضرور کبھی آئیں گے۔ اُس کے بعد جلد ہی حضور بغیر اطلاع دیئے ایک دن کپور تھلہ تشریف لے آئے اور یکہ سے اُتر کر مسجد فتح والی نزدیک "خانہ" واقعہ کپور تھلہ میں تشریف لے گئے۔ حافظ حامد علی صاحب ساتھ تھے۔ مسجد سے حضور نے مُلاّں کو بھیجا کہ منشی روڑا یا منشی ظفر احمد صاحب کو ہمارے آنے کی اطلاع کر دو۔ میں اور منشی روڑا صاحب کچہری میں تھے مُلاّں نے آکر اطلاع دی کہ مرزا صاحب مسجد میں تشریف فرما ہیں اور انہوں نے مجھے بھیجا ہے کہ اطلاع کر دو۔ منشی روڑا صاحب نے بڑی تعجب انگیز ناراضگی کے لہجہ میں پنجابی میں کہا "دیکھو تاں تیری بسیت وچہ آکے مرزا صاحب نے ٹھہرنا سی"۔ میں نے کہا چل کر دیکھنا تو چاہیئے۔ پھر منشی صاحب جلدی سے صافہ (پگڑی) باندھ کر میرے ساتھ چل پڑے۔ مسجد میں جا کر دیکھا تو حضور فرش پر لیٹے ہوئے تھے۔ اور حافظ حامد علی صاحب پاؤں دبا رہے تھے اور پاس ایک پیالہ اور چمچہ رکھا تھا جس سے معلوم ہوا کہ شاید آپ نے دودھ ڈبل روٹی کھائی تھی۔ منشی روڑا صاحب نے عرض کی کہ حضور اس طرح تشریف لائی تھی۔ ہمیں اطلاع فرماتے۔ ہم کرتار پور سٹیشن پر حاضر ہوتے۔ حضور نے جواب دیا اطلاع دینے کی کیا ضرورت تھی۔ ہم نے آپ سے وعدہ کیا تھا وہ پورا کرنا تھا۔ پھر حضور کو ہم اپنے ہمراہ لے آئے۔ اور محلہ قائم پورہ کپور تھلہ میں جس مکان میں پورا تا ڈاکخانہ بعد میں رہا ہے وہاں حضور کو ٹھہرایا۔ وہاں بہت سے لوگ حضور کے پاس جمع ہو گئے کرنل محمد علی خان اور مولوی غلام محمد صاحب وغیرہ حضور تقریر فرماتے رہے۔ کچھ تصوف کے رنگ میں کرنل صاحب نے سوال کیا تھا جس کے جواب میں یہ تقریر تھی۔ حاضرین بہت متاثر ہوئے۔ مولوی غلام محمد صاحب جو کپور تھلہ کے علماء میں سے تھے آبدیدہ ہو گئے اور انہوں نے ہاتھ بڑھائے کہ مجھے آپ بیعت کر لیں۔ مگر حضور نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ بعد میں مولوی مذکور سخت مخالف رہے۔ غرض ایک دن قیام فرما کر حضور قادیان تشریف لے گئے۔ اور لدھانہ سے آئے تھے۔ ہم کرتار پور کے سٹیشن پر پہنچانے گئے۔ یعنی منشی روڑا صاحب محمد خان صاحب اور میں۔ اگر کوئی اور بھی ساتھ کرتار پور گیا ہو تو مجھے یاد نہیں۔

کرتار پور کے سٹیشن پر ہم نے ظہر اور عصر کی نماز جمع کی حضرت صاحب کے ساتھ نماز کے بعد میں نے عرض کی کہ کس قدر مسافت پر نماز جمع کر سکتے ہیں اور قصر کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ انسان کی حالت کے اوپر یہ بات ہے ایک شخص ناطاقت، اور ضعیف العمر ہو تو وہ پانچ چھ میل پر بھی قصر کر سکتا ہے۔ اور مثال دی کہ ایک دفعہ آنحضرت صلعم نے مزدلفہ میں نماز قصر کی۔ حالانکہ وہ مکہ شریف سے قریب جگہ ہے۔

ایک دفعہ جب آپ لدھیانہ میں قیام پذیر تھے تو میں اور محمد خان مرحوم ڈاکٹر صادق علی صاحب کو لدھیانہ لے گئے (ڈاکٹر صاحب کپورتھلہ کے رئیس اور علماء میں شمار ہوتے تھے) کچھ عرصہ کے بعد حضور مہندی لگوانے لگے۔ اس وقت ایک آریہ آگیا۔ جو ایم ۔ اے تھا۔ اس نے کوئی اعتراض اسلام پر کیا۔ حضرت صاحب نے ڈاکٹر صاحب سے فرمایا آپ ان سے ذرا گفتگو کریں۔ تو میں مہندی لگوا لوں ڈاکٹر صاحب جواب دینے لگے۔ مگر اس آریہ نے جوابی تقریر کی۔ تو ڈاکٹر صاحب خاموش ہو گئے۔ حضرت صاحب نے یہ دیکھ کر فوراً مہندی لگوانی چھوڑ دی اور اسے جواب دینا شروع کر دیا۔ اور وہی تقریر کی جو ڈاکٹر صاحب نے کی تھی، اور اس تقریر کو ایسے رنگ میں بیان فرمایا کہ وہ آریہ حضور کے آگے سجدہ میں گر پڑا حضور نے ہاتھ سے اُسے اُٹھایا، پھر وہ دونوں ہاتھوں سے سلام کر کے پچھلے پیروں ہٹتا ہوا چلا گیا۔ پھر شام کو چار بجے ہوں گے تو ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے کہا۔ کہ میں تخلیہ چاہتا ہوں۔ میں نے حضور سے عرض کی۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب حضرت صاحب کے پاس تنہائی میں چلے گئے۔ اور میں اور مولوی عبداللہ صاحب سنوری اور محمد خان صاحب ایک کوٹھڑی میں چلے گئے۔ بعد میں ڈاکٹر صاحب نے ذکر کیا کہ میں نے بہت اصرار کیا۔ کہ مجھے بیعت کر لیں۔ فرمایا کہ آپ جلدی نہ کریں سوچ سمجھ لیں۔ دو دن رہ کر ہم واپس آگئے۔

ایک دفعہ ایسا موقع ہوا ہے کہ کسی شخص نے بیعت کرنی چاہی، مگر حضرت صاحب نے اس کی بیعت نہ لی۔

ایک شخص نے ایک کتاب لکھی۔ میں نے حضرت صاحب کے حضور وہ کتاب پیش کی۔ حضور نے ہاتھ سے وہ کتاب پرے کر دی۔ اور فرمایا کہ جب مسلمانوں کے سینکڑوں بچے عیسائی ہو گئے اس وقت یہ کتاب نہ لکھی اب جو مصنف کا اپنا لڑکا عیسائی ہو گیا۔ تو یہ کتاب لکھی اس میں برکت نہیں ہو سکتی۔

قابلِ تقلید نمونہ

گذشتہ ماہ محترم صدر صاحب مجلس مرکزیہ کے لائل پور تشریف لانے کے موقع پر مجلس لائل پور شہر نے مرکزی ہال کی تعمیر کے سلسلہ میں زائد از دو ہزار روپیہ کا وعدہ پیش کیا۔ اس میں سے نصف کے قریب رقم جمع ہو چکی ہے بقیہ وصولی کے لئے عہدیداران بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی میں برکت ڈالے۔ آمین۔ مجلس ہذا کے ایک خادم میاں افتخار علی صاحب ٹمبر مرچنٹ پہلے ڈیڑھ صد روپیہ ادا کیا تھا بعد میں محترم صدر مجلس کی تحریک پر مزید دو صد روپیہ کا وعدہ پیش کر دیا۔ دیگر مجالس اور خدام کے لئے مجلس لائل پور کی خاندار مساعی قابل تقلید ہیں۔

(مہتمم مال مرکزیہ)

جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار

چند مخلص افریقن احمدی

(مولانا صوفی محمد اسحق صاحب انچارج احمدیہ مشن کمپالہ (یوگنڈا) ایسٹ افریقہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچ رہی ہے اور سعید روحیں احمدیت کی طرف کھنچی چلی آرہی ہیں۔ مَیں نے ایسی خوش بخت روحیں مغربی افریقہ میں اپنے گیارہ سالہ عرصہ قیام کے دوران میں بکثرت دیکھی ہیں اور اب جب کہ تیسری بار اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے میں مشرقی افریقہ میں آیا ہوں تو یہاں بھی یہ پاک باز لوگ مجھے جگہ بہ جگہ نظر آرہے ہیں۔ ان لوگوں کا انتہائی مشکل حالات میں احمدیت کو قبول کرنا جہاں خود ان کے اعلیٰ ایمان کا ثبوت ہے وہاں یہ ہم سب کے لئے باعث ازدیاد ایمان بھی ہے اس لئے مَیں ذیل میں اس وقت یہاں کمپالہ کے تین پرانے احمدیوں کے حالات درج کرتا ہوں تاکہ خدام ان حالات کو پڑھ کر اپنے ایمان کو بھی تازہ کریں اور بیرون پاکستان میں جماعت کی ترقی کے لئے دردِ دل سے دعائیں بھی کریں۔

الحاج زیدی صاحب

ان کا پورا نام زیدی مسوگے ہے اور یہ ایک بڑے صاحب حیثیت آدمی کی اولاد ہیں اس وقت ان کی عمر ۴۰ سال کے لگ بھگ ہے ۱۹۵۴ء میں انہوں نے احمدیت کے متعلق تحقیقات شروع کی اور وقتاً فوقتاً انہوں نے ہمارے مبلغ حکیم محمد ابراہیم صاحب کے درس قرآن میں شرکت کی اور بالآخر ۱۹۵۵ء میں انہوں نے بیعت کرلی۔ یہ غیر احمدیوں کی مسجد میں جاتے اور وہاں اپنی علیحدہ نماز پڑھتے جس پر پہلے انہوں نے انہیں منع کیا لیکن یہ پھر بھی وہاں جاتے رہے بالآخر انہوں نے ایک دن انہیں زدوکوب کیا جس پر مقدمہ چیف کے پاس گیا جس نے مخالف پارٹی کو ۵۰ شلنگ جرمانہ کیا اور یہ رقم ان کو دلائی جب انہیں یہ رقم ملی تو انہوں نے اُسے وہیں تقسیم کردیا تاکہ لوگ گواہ رہیں کہ ان کو صرف احمدیت کی وجہ سے مارا گیا تھا۔

بعد ازاں ان کی بیوی کے رشتہ دار ان کے پاس آئے اور انہیں کہا کہ چونکہ تم احمدی ہو گئے ہو جو ہمارے مولوی کے فتویٰ کے مطابق کافر ہیں اس لئے ہم اپنی لڑکی کو لینے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بے شک لے جاؤ چنانچہ وہ اپنی لڑکی یعنی ان کی بیوی کو لے گئے لیکن ابھی تین ماہ نہ گزرے تھے کہ اس عورت نے اپنے والدین سے لڑائی کی کہ مجھے وہاں سے کیوں لائے ہو اور انہوں نے اُسے کہا کہ وہ تو کافر ہو گیا ہے۔ اس پر اس عورت نے انہیں کہا کہ میں نے تو اس میں کفر والی کوئی بات نہیں دیکھی وہ نمازیں اسی طرح پڑھتا ہے اور قرآن مجید بھی پڑھتا ہے اس پر اسکے

والدین خود ہی اپنی لڑکی کو واپس ان کے گھر پر آکر چھوڑ گئے اسی طرح جب ان کی ایک لڑکی فوت ہو گئی تو یہ اس کی تجہیز و تکفین کے لئے گئے تو غیر احمدیوں نے پوچھا کہ تم کیا لینے آئے ہو تو انہوں نے کہا کہ میں اپنی بچی کی تجہیز و تکفین کے لئے آیا ہوں اس پر انہوں نے کہا کہ تم نے اس کا جنازہ تو پڑھنا نہیں ہے اس لئے تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے تم چلے جاؤ۔ چنانچہ یہ واپس آ گئے حالانکہ تجہیز و تکفین و تدفین میں تو ہر کوئی شریک ہو سکتا ہے۔ لیکن بعض بدبختوں نے انہیں یہ بھی نہ کرنے دی باوجود اس کے کہ فوت ہونیوالی ان کی حقیقی بچی تھی۔ پس احمدیت کی خاطر انہوں نے اپنی بچی کی وفات پر ایک قسم کا دوہرا صدمہ اٹھایا لیکن اپنے ایمان کو ضعف نہ آنے دیا۔ انہیں تبلیغ کا بے حد شوق ہے۔ پچھلے دنوں میں نے انہیں چند حوالے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے متعلق ایک عربی کتاب نور الابصار سے بتلائے تو یہ فوراً جا کر خود اس کتاب کو خرید لائے اور ان سب حوالوں پر نشان کر کے مجھ سے دو تین بار ان سب حوالوں کا ترجمہ درساً یاد کیا۔ شروع شروع میں جب انہوں نے احمدیت قبول کی تو ان کے پاس ٹیکسیاں تھیں اور یہ اپنے سفروں پر لوگوں کو کثرت سے تبلیغ کرتے تھے۔ آج کل بوجہ عمر کے تقاضے کے یہ ڈرائیوری نہیں کر سکتے اور انہوں نے ایک دکان کھول رکھی جہاں یہ سلسلہ کا ہر قسم کا لٹریچر بھی ساتھ رکھتے ہیں اور اشتہارات بھی۔ کتب کو یہ فروخت کر کے مشن کی امداد کرتے ہیں اور اشتہار مفت تقسیم کرتے ہیں چندہ باقاعدہ دیتے ہیں اور مبلغین کی بڑی خدمت کرتے ہیں۔ جب سے ہماری کمپالہ کی مسجد کا افتتاح ہوا ہے

یہ صبح، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں نہایت باقاعدگی سے شرکت کرتے ہیں اور بعض اوقات ظہر اور عصر کی نمازوں میں بھی کاروبار چھوڑ کر آتے ہیں۔ جو غیر احمدی بھائی ان کے پاس آتا ہے اسے بھی یہ اپنے ساتھ مسجد میں ضرور لاتے ہیں۔

سلیمان مٹڑومبا صاحب

ہمارے یہ بھائی آج کل ہز ہائی نس کباکا (جو بگنڈا قوم کے بادشاہ ہیں) کے انٹرویو سیکرٹری اور اس سے پہلے یہ کباکا کی گورنمنٹ میں جج کے عہدہ پر فائز رہ چکے ہیں۔ انہوں نے ۱۹۵۶ء میں احمدیت قبول کی اور ان کے قبول احمدیت کا واقعہ بھی کافی عجیب ہے ۱۹۵۵ء میں یہاں کمپالہ میں ایک یورپین پادری آیا اور اس نے ایک چالیس روزہ تبلیغی کیمپ لگایا جہاں سلیمان بھی کثرت سے جاتے تھے اور ہمارے یہ احمدی بھائی جو اس وقت احمدی نہ تھے یہ بھی اکثر وہاں جاتے تھے ایک دن وہاں ہمارے مبلغ حکیم محمد ابراہیم صاحب بھی گئے تو اس وقت یہ پادری یہ وعظ کر رہا تھا کہ جب مسیح آسمان سے آئے گا تو اس وقت جو لوگ اسے قبول کریں گے وہ تو روشنی میں ہوں گے اور جو اسے قبول نہ کریں گے وہ اندھیرے میں ہوں گے اور اس اندھیرے کا عملی نمونہ دکھانے کے لئے اس نے ایک چادر اپنے گرد لپیٹ کر اپنے آپ کو مکمل ڈھانپ لیا۔ اور کونے میں چلا گیا۔ اور پھر وہاں سے واپس آکر کہا جو لوگ مسیح کو قبول نہ کریں گے وہ اس طرح سے تاریکی میں ہوں گے اس پر ہمارے مبلغ حکیم صاحب نے کہا کہ میں ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں اس نے کہا کہ پوچھئے اس پر حکیم صاحب نے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ مسیح آسمان پر گئے ہیں اور وہ وہاں سے اتریں گے۔ لیکن انجیل تو

یہ کہتی ہے کہ کوئی آسمان پر نہیں جا سکتا مگر وہی جو پہلے وہاں سے اترا ہو۔ اب آپ بتائیں کہ مسیح جب پہلی بار دنیا میں آیا تھا تو کیا وہ آسمان سے اترا تھا وہ تو مریم کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا پھر جب وہ آسمان سے اترا نہیں تھا تو وہ آسمان پر کیسے چلا گیا یا کیا پھر انجیل جھوٹ بولتی ہے اس پر اس پادری نے کہا کہ میں اس سوال کا جواب دو ہفتہ کے بعد دوں گا۔ اس کا یہ کہنا ہی تھا کہ وہاں تالیاں بجنے لگیں اور مسلمان وہاں سے باہر نکل آئے اور اس کا سارا مجمع تتر بتر ہو گیا۔ وہاں سے جب حکیم صاحب باہر نکلے تو ہمارے اس بھائی نے اُن سے پوچھا کہ آپ کی مسجد کہاں ہے۔ اُس وقت ہماری مسجد کوئی نہ تھی۔ اس لئے حکیم صاحب نے کہا کہ ہماری مسجد ابھی بنی نہیں ہے اور نہ ہی ہم نے اس کے لئے ابھی کوئی زمین خریدی ہے۔ البتہ گفت و شنید ہو رہی ہے اس پر یہ انہیں اپنے مکان پر لے گئے جو کپا لا کی گورنمنٹ کی پارلیمنٹ کے بالکل متصل ہے اور کہا کہ میری اس زمین سے جو کافی وسیع ہے مسجد کے لئے جس قدر زمین تمہیں درکار ہے تم لے لو جس پر شیخ مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ نیروبی سے یہاں آئے اور اس زمین کو دیکھا لیکن چونکہ یہ شہر سے ذرا باہر تھی اور ہمیں شہر کے اندر زمین ملنے والی تھی اس لئے ان کی پیشکش کو شکریہ کے ساتھ واپس کر دیا گیا۔ اس کے بعد انہوں نے احمدیت کا مطالعہ ان کتب سے کیا جو ہم نے سواحیلی زبان میں شائع کی ہوئی تھی بالخصوص کشتی نوح کا اور اس کے بعد باوجود اس کے کہ ہماری مسجد ابھی تک نہ بنی تھی پھر بھی انہوں نے احمدیت کو قبول کیا۔ احمدی ہوتے ہی ان کی بیوی کے رشتہ دار بھی ان کی بیوی کو یہ کہہ کر لے گئے کہ تم نعوذ باللہ کافر ہو گئے ہو اس لئے ہم اپنی لڑکی کو لے جاتے ہیں انہوں نے اس ابتلاء میں ثابت قدمی دکھائی اور ایک سال کے بعد ان کی بیوی بھی ان کے پاس پھر آ گئی اور پھر دوبارہ احمدیت کو ہی بہانہ بنا کر پھر چلی گئی لیکن پھر بھی انہوں نے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کی ہے۔ اور اگرچہ اب وہ خود آنا چاہتی ہے لیکن یہ اُسے لینے نہیں جاتے ہیں۔ اسی طرح احمدی ہو جانے کی وجہ سے ان کا بائیکاٹ بھی کیا گیا لیکن انہوں نے نہایت استقلال سے اس کا مقابلہ کیا اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب کچھ ٹھیک ہے یہ جمعہ کے روز سب سے پہلے آکر جمعہ کی پہلی اذان دیتے ہیں۔ اور چندہ نہایت باقاعدگی سے دیتے ہیں ان کے اخلاص اور قربانی کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ یہ پہلے صرف چھ شلنگ چندہ دیتے تھے لیکن عید الفطر پر جب میں نے خطبہ میں کہا کہ سب بھائیوں کو پوری شرح سے چندہ دینا چاہیئے تو انہوں نے اس امر پر لبیک کہا اور اپنا چندہ یکدم چھ شلنگ ماہوار سے -/۲۸ شلنگ ماہوار کر دیا ہے اور اب ہر ماہ پوری باقاعدگی سے یہ اسی شرح سے چندہ دے رہے ہیں۔

شعبان بن محمد کرونڈے صاحب

ہمارے یہ بھائی یوگنڈا کی ایک ممتاز شیخ فیملی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان کے بڑے بھائی عبدالرحمٰن اس ملک میں فرقہ زھریہ کے لیڈر ہیں۔ جب ہمارا سواحیلی ترجمہ قرآن چھپا تو انہوں نے یہاں کے مقامی زبان کے ایک اخبار میں یہ مضمون لکھا کہ ہمارے عُلماء تو کہتے تھے کہ قرآن کا ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ اب دیکھو احمدیوں نے

تو یہ ترجمہ کر دیا ہے۔ بعد ازاں انہوں نے یہ ترجمہ خود خریدا اور اسے پڑھنے کے بعد اسے بیچنا شروع کر دیا جس پر علماء انہیں منع کرتے تھے لیکن یہ اُن کی بات نہ مانتے تھے اور اُن سے بحث کرتے جس پر ایک عرب شیخ نے کہا کہ احمدیوں کا ترجمہ قرآن جلا دینا چاہیئے کیونکہ یہ بہت بُرا ہے اور لوگ اسے پڑھ کر گمراہ ہوں گے دوسری طرف انہوں نے اخبارات کو خطوط لکھ کر ایک شور ڈال دیا اس پر علماء نے اکٹھے ہو کر انہیں سمجھانا چاہا لیکن انہوں نے ان سے ایسے سوال کئے جن کا وہ جواب نہ دے سکے جس پر انہوں نے ان سے کہا کہ تم حق کو چھپا رہے ہو اور ان کی مخالفت اور بڑھ گئی اور جب یہ کسی مسجد میں نماز پڑھنے جاتے تو ان کو وہاں سے نکال دیا جاتا۔ ہمارے مبلغ حکیم محمد ابراہیم صاحب ان کے بڑے بھائی کو ملنے اور تبلیغ کرنے جاتے وہ تو احمدی نہ ہوئے لیکن انہوں نے تحقیق کرنی شروع کر دی۔ پہلے یہ مسلمانوں کے سب سے بڑے عالم شیخ شعیب کے پاس گئے اور جب اُس سے گفتگو کی تو وہ ان کو کوئی معقول جواب نہ دے سکا اس پر یہ ہمارے مبلغ حکیم محمد ابراہیم صاحب کے پاس آئے اور تفصیلی گفتگو کی کہ مرزا صاحب کون تھے ان کا کیا دعویٰ ہے اور جب ان کی تسلّی ہو گئی تو انہوں نے بہت سی کتب حکیم صاحب سے لے کر پڑھیں اور پھر احمدیت میں داخل ہو گئے۔ یہ چونکہ ٹیکسی چلاتے تھے اس لئے دشمنوں نے ان کی ٹیکسی خراب کر دی جس کے باعث یہ کئی سال تک بیکار رہے اور نہایت ہی تکلیف کے ایام گذرے کیونکہ ان کی فیملی کے افراد بہت تھے۔ اب آجکل یہ گورنمنٹ کے محکمہ P.W.D میں ملازم ہو گئے ہیں

دوسرا امتحان ان کا اس طرح ہوا کہ جب یہ احمدی ہو گئے تو ان کا بڑا بھائی جو فرقہ نصیریہ کا لیڈر رہا ہے ان کے پاس ایک وفد لیکر آیا اور کہا کہ تم احمدیت کو چھوڑ دو ورنہ ہم تمہارا بائیکاٹ کر دینگے اور مر جانے پر تمہارا یا تمہارے بال بچوں میں سے کسی کا جنازہ نہ پڑھینگے۔ اس پر انہوں نے اُسے کہا کہ فرض کرو کہ ایک نیک شخص جو پانچ وقت کا نمازی ہے اور باقی سب ارکانِ اسلام بھی بجالاتا ہے وہ کسی ایسی جگہ فوت ہو جاتا ہے جہاں اس کا جنازہ پڑھنے والا کوئی نہیں ہے تو کیا تمہارے نزدیک خدا تعالےٰ اُسے بخشے گا یا نہیں تو اُن کے بھائی نے کہا کہ ہاں اللہ تعالےٰ اُسے بخش دے گا اس پر انہوں نے کہا کہ پھر مجھے تمہارے جنازہ پڑھنے کی کیا ضرورت ہے اور نہ پڑھنے سے کیا نقصان ہے اصل چیز اسلام اور ایمان ہے۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے مجھے حاصل ہے۔ اسی طرح ایک دن جب کہ یہ ابھی ابھی نئے نئے ہی احمدیت میں داخل ہوئے تھے اور ٹیکسی ہی چلاتے تھے تو ایک دن کچھ غیر احمدی ان کی ٹیکسی میں بیٹھے ہوئے تھے اور انہیں سمجھا رہے تھے جب ان کی کوئی پیش نہ چلی تو انہوں نے انہیں کہا کہ اگر تم احمدیت کو نہیں چھوڑو گے تو یاد رکھو ہم تمہاری ٹیکسی پر سوار ہونا چھوڑ دیں گے اس وقت ان کی غیرت ایمانی نے جوش مارا اور کہا کہ تم ابھی ابھی میری ٹیکسی سے اُتر جاؤ۔ ان کی فیملی بہت بڑی ہے اور ان کی تنخواہ اُن سب کے گزارہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ تاہم یہ چندہ دیتے ہیں اور باوجود کئی میل دور رہنے کے عموماً نماز جمعہ میں اور بعض دوسری نمازوں میں آتے ہیں۔

دینی تعلیم کی عظیم درسگاہ — الجامعۃ الاحمدیہ

مختصر تعارف

• الجامعۃ الاحمدیۃ علوم اسلامی کی وہ عظیم درسگاہ ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت احمدیہ کے بعض جید علماء کے وفات پا جانے پر مدرسہ احمدیہ کی شکل میں ۱۹۰۶ء میں قائم فرمایا تھا۔ حضور علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ ارشاد قرآنی ولتکن منکم اُمّۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف و ینھون عن المنکر کے مطابق نونہالان جماعت احمدیہ کے ایک حصہ کو ہر زمانہ میں دینی علوم سے بہرہ ور کر کے جماعت کی دینی، روحانی اور علمی تربیت کے لئے تیار کیا جائے۔

ہماری جماعت ایک تبلیغی جماعت ہے اور ہمیں ہر وقت کثرت سے ایسے علماء اور مبلغین کی ضرورت رہتی ہے جو دنیا کے تمام ممالک میں اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ ایسے مبلغین و مربیان اس درسگاہ میں تربیت پاتے اور تیار کئے جاتے ہیں۔

پس تمام ایسے نوجوان (الف) جو باقاعدہ مبلغ بننا چاہتے ہوں (ب) جو اپنے کاروبار، تجارتوں، ملازمتوں اور زمینداریوں کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حاصل کرنا چاہتے ہوں اس درسگاہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔

الجامعۃ الاحمدیۃ وکالت تعلیم تحریک جدید کے ساتھ متعلق ہے۔ طلباء کو **شاھد** کی ڈگری کے لئے تیار کیا جاتا ہے جس کا امتحان وکالت تعلیم کی طرف سے لیا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں اسلامی تعلیم سے دلچسپی رکھنے والے غیر ملکی احباب کے لئے بھی اس ادارہ میں تعلیم کا انتظام ہے۔ ایسے ہر طالب علم کے لئے انفرادی طور پر حسب لیاقت و ضرورت قرآن کریم، مسائل دینیہ اور عربی و اردو کی تدریس کا خاص انتظام کیا جاتا ہے۔

تعلیمی تشکیل و درجہ بندی

الجامعۃ الاحمدیۃ میں پانچ درجات ہیں جن میں مندرجہ ذیل مضامین پڑھائے جاتے ہیں:۔

۱۔ قرآن کریم مع ترجمہ و تفسیر
۲۔ علم حدیث
۳۔ علم فقہ
۴۔ علم کلام
۵۔ موازنہ مذاہب
۶۔ لادینی تحریکات
۷۔ عربی
۸۔ انگریزی
۹۔ اردو
۱۰۔ فارسی
۱۱۔ معلومات عامہ

ان مستقل مضامین کے ساتھ ساتھ طلباء کو منطق، علم طبیعیات، علم سیاسیات اور علم طب سے بھی ایک حد تک متعارف کرا دیا جاتا ہے۔ عربی، فارسی اور انگریزی کے علاوہ دیگر غیر ملکی زبانیں مثلاً لاطینی، جرمن، اٹالین وغیرہ پڑھانے کا انتظام بھی زیر غور ہے۔ فی الحال فرانسیسی زبان

پڑھانے کا انتظام کیا گیا ہے۔

پانچواں درجہ پاس کرنے کے بعد طالب علم کو "شاہد" کے امتحان میں بیٹھنے کی اجازت ہوتی ہے۔ شاہد کا امتحان پاس کرنے کے بعد جو طلباء پسند کریں "فاضل عربی" کا امتحان دے سکتے ہیں۔

حفظِ قرآن

جامعہ کے انتظام کے ماتحت ایک کلاس حفظِ قرآن کے لئے علیحدہ جاری ہے۔ اس میں حافظ شفیق احمد صاحب بچوں کو قرآن شریف حفظ کرواتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو بچے قرآن حفظ کرتے ہیں قیامت کے دن ان کے والدین کو تاج پہنا کر ان کا اعزاز کیا جائے گا۔ عام طور پر درمیانہ درجہ کا ذہین بچہ چار سال میں قرآن شریف حفظ کر لیتا ہے۔ اس کلاس میں عمر کی کوئی قید نہیں، ہر عمر کا طالب علم داخل ہو سکتا ہے۔

داخلہ

داخلہ کا معیار کم از کم میٹرک ہے۔ ایف۔ اے، بی۔ اے یا اس سے اُوپر کی تعلیم رکھنے والے بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ جو نوجوان مبلغ بننا چاہیں ان کے لئے زیادہ مناسب یہی ہے کہ وہ بی۔ اے یا ایم۔ اے پاس کرنے کے بعد داخل ہوں۔ اس سے ان کی دنیوی اور دینی دونوں تعلیمیں مکمل ہو جائیں گی کیونکہ تبلیغی میدان میں ان کو ہر قسم کے خیالات رکھنے والے اور ہر قسم کے علوم جاننے والوں سے سابقہ پڑتا ہے۔

داخلہ عموماً ستمبر کے پہلے ہفتہ میں ہوتا ہے، معین تاریخ کا اعلان اخبار الفضل میں کر دیا جاتا ہے۔ جو والدین اپنے بچوں کو جامعہ احمدیہ میں داخل کروانے کا ارادہ رکھتے ہوں اُن کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو قرآن مجید باترجمہ پڑھانے کا خاص اہتمام کریں۔ ویسے تو ہر احمدی بچے کو قرآن مجید کا ترجمہ اچھی طرح آنا چاہیئے اور وہ والدین قابلِ افسوس ہیں جو اپنے بچوں کی دنیوی تعلیم کا تو خاص خیال رکھتے ہیں لیکن قرآن کریم پڑھانے کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے۔ لیکن جو اپنے بچوں کو جامعہ احمدیہ میں بھیجنا چاہتے ہوں اُن کے لئے تو بدرجہ اولیٰ ضروری ہے کہ وہ شروع سے ہی بچوں میں عربی علوم سے دلچسپی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ داخلہ کے وقت انگریزی تعلیم کے ساتھ علم قرآن اور عربی کا معیار ترجیحی نقطہ نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

امتحانات

سالانہ امتحان کے علاوہ دورانِ سال میں ایک امتحان دسمبر میں ہوتا ہے۔ امتحان کے نتائج اور اخلاقی، دینی اور عمومی قابلیت کی رپورٹ والدین یا سرپرستوں کو ارسال کی جاتی ہے۔ وقتاً فوقتاً طلبہ کی عام علمی و ذہنی قابلیت کے امتحان بھی ہوتے رہتے ہیں۔

الجمعیۃ العلمیۃ

طلباء کی تقریری مشق کے لئے ایک مجلس الجمعیۃ العلمیۃ کے نام سے قائم ہے تمام طلباء اس مجلس کے لازمی ممبر ہیں۔ تقریری مشق کے اجلاس روزانہ ہوتے ہیں۔ ہفتہ میں دو بار عربی، دو بار انگریزی اور دو بار اُردو میں۔

دار الاقامہ

طلباء کی رہائش کے لئے دار الاقامہ قائم ہے جہاں

خوراک اور تربیتی نگرانی کا مناسب انتظام ہے۔ اس ہوسٹل میں ۲۲ کمرے انفرادی رہائش کے ہیں اور ۱۲ کمرے اجتماعی رہائش کے لئے ہیں۔ روشنی اور پانی کا انتظام جامعہ کی طرف سے مفت کیا جاتا ہے۔ ہوسٹل میں داخل ہونیوالے ہر طالب علم کو چارپائی اور میز کرسی بھی مہیا کی جاتی ہے۔ بیمار طلباء کیلئے طبی امداد کا انتظام ہے، روزانہ ڈاکٹر صاحب ہوسٹل کا چکر لگا کر بیمار طلباء کا معائنہ کر کے دوا تجویز کرتے ہیں۔

لائبریری

طلباء اور اساتذہ کے علمی ذوق کو پورا کرنے کیلئے ایک عمدہ لائبریری قائم ہے جس میں اس وقت کم و بیش آٹھ ہزار کتب ہیں جہاں سے ہر طالب علم ایک وقت میں آٹھ کتب حاصل کر سکتا ہے۔ اس وقت اخبارات و رسائل جو لائبریری میں آتے ہیں ان کی تعداد یہ ہے:۔

روزانہ اخبارات ۴۔ ہفتہ وار اخبارات ۵۔ ماہوار رسالے ۱۱۔

مطبوعات و رسائل

اسوقت الجامعۃ الاحمدیہ سے دو مستقل سہ ماہی مجلے جاری ہیں:۔

(۱) البشریٰ۔ عربی زبان کا سہ ماہی رسالہ ہے جو ادبی اور علمی لحاظ سے معیاری ہے اور عربی ادب کا مذاق رکھنے والوں کے لئے علمی تسکین کا باعث ہے۔ یہ رسالہ بلاد عربیہ تک میں شوق سے پڑھا جاتا ہے۔

(۲) مجلۃ الجامعۃ۔ اردو زبان کا سہ ماہی رسالہ جو اسی سال دوبارہ جاری ہو رہا ہے۔ امید ہے علمی اور ادبی لحاظ سے یہ ایک معیاری رسالہ ہوگا۔

مستقل رسائل کے علاوہ جامعہ کی طرف سے وقتاً فوقتاً علمی رسائل و کتب وغیرہ بھی شائع ہوتے رہتے ہیں جو اساتذہ اور طلباء کے تحقیقی مضامین پر مشتمل ہوتے ہیں۔

صحت جسمانی

صحت کو برقرار رکھنا نہ صرف ذاتی اور قومی فرض ہے بلکہ شریعت کی طرف سے بھی اس بارے میں تاکید کی گئی ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ بیمار اور کمزور مومن کی نسبت صحتمند مومن اللہ تعالیٰ کو زیادہ پیارا ہے۔ اس بناء پر جامعہ کے ہر طالبعلم کو عصر کے بعد ورزش اور کھیل کے لئے حاضر ہونا لازمی ہے۔ اسوقت مندرجہ ذیل کھیلوں کا انتظام ہے:۔ فٹ بال، باسکٹ بال، والی بال، رننگ، ٹینس، بیڈمنٹن، اور اتھلیٹکس۔

تربیتی گروپ

طلباء کی اخلاقی اور تعلیمی حالت سدھارنے کے لئے انفرادی خصوصی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس غرض کے لئے جامعہ میں تربیتی گروپ قائم کئے گئے ہیں۔ ہر طالب علم داخل ہوتے ہی کسی ایک گروپ میں شامل کر دیا جاتا ہے۔ جہاں اسے اپنے نگران استاد کی ذاتی توجہ حاصل ہوتی ہے۔ ان نگرانوں کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے گروپ کے ہر ممبر کے ساتھ ذاتی تعلق پیدا کر کے اس کی مناسب تربیت کریں۔ اس کی علمی، عملی اور تفریحی ضروریات کو پورا کرنے کی تدابیر اختیار کریں اور اس کی قابلیتوں کو ابھاریں +

افاداتِ اکابرِ اُمت
در تائیدِ احمدیت

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی نظر میں

فردِ کامل کی صفات

(مرسلہ مولوی عزیز الرحمٰن صاحب فاضل آف چک منگلہ)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب فیوض الحرمین میں فردِ کامل کی صفات یوں بیان فرماتے ہیں :-

"فردِ کامل کا ذاتِ حق کے ساتھ ایک تو وہ ربط ہوتا ہے جس میں کہ وہ کسی توسط کو قبول نہیں کرتا۔ اس نوع کے ربط سے فردِ کامل کو وہ تمام علوم حاصل ہو جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء پر اتارے گئے۔ فردِ کامل ان علوم پر یقین رکھتا ہے اور صرف یقین نہیں۔ بلکہ فردِ کامل کو ان علوم پر پورا اطمینان بھی ہوتا ہے۔ اور اس بارے میں اس کے پاس پروردگار کی طرف سے روشن اور واضح دلیل بھی ہوتی ہے۔"

(فیوض الحرمین مشاہدہ ۲۳ صفحہ ۱۰۳ مترجم لاہور)

حضرت شاہ صاحبؒ ایک الہام کی تحقیق کے دوران فرماتے ہیں :-

"جماعت اولیاء میں سے ایک بڑی تعداد ایسے اولیاء کی بھی ہوتی ہے جن کو الہام کے ذریعے سے یہ القاء کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں سے شرع کی قید اٹھا دی ہے اور انہیں اس بات کا اختیار دیا گیا ہے کہ چاہو تو عبادات اور طاعات بجا لاؤ اور چاہو تو بجا نہ لاؤ۔ اس سلسلہ میں والد بزرگوار رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے متعلق یہ فرمایا کہ خود مجھے ایک دفعہ یہ الہام ہوا کہ تم سے شرع کی قید اٹھائی جاتی ہے ..... والد بزرگوار کی طرح عم بزرگوار کے متعلق بھی مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ انہیں بھی اپنے آپ سے شرع کی قید کو اٹھا دینے کا الہام ہوا تھا۔ ....

میرے نزدیک اس طرح کے الہامات میں ضرورت ہوتی ہے کہ خوابوں کی طرح انکی

تعبیر کی جائے اور ان کی تعبیر کے لئے
ضروری ہے کہ آدمی اس مقام کو حاصل
کرے جس کا اقتضاء یہ الہامات ہیں۔"
فیوض الحرمین مترجم ص۵۱ مطبوعہ لاہور
نیز آپ اپنے ایک مشاہدہ کے بیان میں فرماتے ہیں:۔
"مدینہ منورہ میں پہنچنے کے تیسرے
دن بعد پھر میں روضۂ اقدس پر حاضر ہوا۔
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور آپ کے دونوں ساتھیوں حضرت
ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو سلام کیا اور
میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ
نے آپ پر جو فیضان فرمایا تھا اس سے
مجھے بھی مستفید فرمائیے . . . . .
میں نے اتنا عرض کیا تھا کہ آپ حالتِ
انبساط میں میری طرف اس طرح ملتفت
ہوئے کہ میں یوں سمجھا کہ گویا آپ نے
اپنی چادر میں مجھے لے لیا ہے اس کے
بعد آپ نے مجھے اپنے ساتھ لگا کر
خوب بھینچا اور آپ میرے سامنے
رونما ہوئے اس سلسلہ میں میں نے
نبی علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ اپنے
جوہر روح اپنی طبیعت اپنی فطرت
اور جبلت میں سرتاسر مظہر بن گئے ہیں
اس عظیم الشان تدلّی کا جو کہ تمام بنی نوع
بشر پر حاوی ہے۔ چنانچہ یہی وہ تدلّی ہے
جسے صوفیاء نے حقیقت محمدیہ کا نام دیا
ہے اور اس کو وہ قطب الاقطاب
اور نبی الانبیاء کا بھی نام دیتے ہیں
چنانچہ جب کبھی عالم مثال میں اس تدلّی
کی حقیقت متمثّل ہوتی ہے تاکہ وہ عالم
مثال سے نبی نوع انسان کے لئے عالم
اجسام میں ظاہر ہو تو حقیقت محمدیہ کے
اس بروز کو قطب یا نبی کا نام دیا جاتا ہے۔"
اُفلت شموس الاولین وشمسنا
ابداً علیٰ افق العلیٰ لاتغربُ۔"
(فیوض الحرمین ص۱۳)

"اللہ جلّ شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کیلئے
مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا
نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت
بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے یہ
قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں دی گئی۔"

(حقیقۃ الوحی)

ڈاکٹر کیپٹن صلاح الدین احمد صاحب۔ کوئٹہ

دانتوں کی صحت اور انکی حفاظت

(قسط دوم)

بچوں کے دانتوں کا ٹیڑھا پن

اگر بچوں کے دانت ٹیڑھے نکلنے شروع ہوں تو اس حالت میں بھی ڈینٹل سرجن سے مشورہ لینا چاہیئے۔ چھوٹی عمر میں ٹیڑھے دانتوں کو اپنی اصلی جگہ پہ لانا آسان ہوتا ہے لیکن بعد میں ایسا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

دانتوں کا صحیح استعمال

دانتوں کو بے جا طور پہ استعمال کرنا بھی بہت نقصان دہ ہے۔ مثلاً جو حضرات پان کے شوقین ہیں یا جو سپاری کھاتے ہیں اُن کے دانت اکثر گھس جاتے ہیں اور آخر میں اس حد تک گھس جاتے ہیں کہ درد ہونے لگتا ہے۔

دانتوں کو سوائے کھانا چبانے کے دوسرے کاموں کے لئے استعمال کرنا بھی ضرر رساں ہے۔ مثلاً کئی لوگ دانتوں سے کیل کو نکالنے کی کوشش کرتے ہیں، بادام وغیرہ توڑتے ہیں، یہ تمام نہایت ہی خطرناک عمل ہیں۔ ان سے دانتوں کے ٹوٹ جانے کا ڈر ہوتا ہے۔ ٹوٹے ہوئے دانت کو جوڑنا بذات خود ایک بڑا مشکل عمل ہے وہاں یہ نہایت مہنگا بھی ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے دانت کیل نکالنے یا بادام توڑنے کے لئے نہیں بنائے۔ ہاں جہاں پہ اللہ تعالیٰ نے دانت اس مقصد کے لئے بنائے ہیں وہاں پر ان سے ایسے کام لینا کوئی مضر نہیں ہے۔ مثلاً ہاتھی اور سُوّر اپنے دانتوں سے اپنے دشمن کو مارتے ہیں۔ اسی طرح شیر اپنے دانتوں سے کچے گوشت کو چیر پھاڑ لیتا ہے اور کُتا اپنے دانتوں سے ہڈیاں چبا لیتا ہے۔ مگر انسان کے دانت اس قسم کے بنے ہوئے ہیں کہ ان سے زیادہ سخت چیزیں چبانا یا توڑنا اپنے ساتھ خطرے کا پہلو رکھتا ہے اس لئے یہ احتیاط رکھنی چاہیئے کہ کوئی ایسا کام دانتوں سے نہ لیا جائے جو کہ ان کو مجروح کر دے۔

علاج

دانتوں کی اکثر بیماریوں کا علاج ان کے شروع میں نہایت مؤثر طریقہ سے ہو سکتا ہے۔ اگر اس وقت علاج کروانے میں کوتاہی کی جائے تو یہی بیماری آگے چل کر بہت پیچیدہ ہو جاتی ہے اور کئی دفعہ ناقابلِ علاج ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ اوّل ہر فرد اپنے دانتوں کو آئینہ میں سے وقتاً فوقتاً دیکھتا رہے اور اگر اسے کوئی نقص دکھائی دے تو ڈینٹل سرجن سے مشورہ کر لے۔ اس کے علاوہ اسے ہر چھ مہینے یا سال کے بعد اپنے دانتوں کا معائنہ کروانا چاہیئے اور اگر اسکے دانت علاج طلب ہوں تو بغیر تاخیر کے ان کا علاج کروانا چاہیئے۔

دانتوں کو دن میں کم سے کم ایک دفعہ صاف کرنا چاہیئے۔ سب سے بہتر وقت تو صبح سویرے ہی ہے۔ اگر کوئی مجبوری ہو تو دن میں کسی بھی وقت دانت صاف کئے جا سکتے ہیں۔ جن لوگوں کا پیشہ ایسا ہو جس میں گرد وغیرہ زیادہ ہو مثلاً ملوں میں جہاں روئی کاتی جاتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ انہیں دن میں دو بار دانت صاف کرنے چاہئیں۔ اس سے زیادہ دفعہ دانت صاف کرنا دانتوں اور مسوڑھوں کیلئے نقصان دہ ہو سکتا ہے۔

مصنوعی دانت

دانت اگر نکلے ہوئے ہوں تو اُن کی جگہ مصنوعی دانت لگوانا بھی بہت ضروری ہے۔ اگر کچھ دانت نکلے ہوئے ہوں اور اُن کی جگہ مصنوعی دانت نہ لگوائے جائیں تو باقی دانت اپنی جگہ سے ہلنے شروع ہو جاتے ہیں اور تمام دانت کمزور ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان دانتوں سے صحیح طور پر چبایا نہیں جا سکتا۔ مصنوعی دانت لگوانے سے جہاں دوسرے قدرتی دانت اپنی اصلی حالت سے ہلنے سے بچ جاتے ہیں وہاں ان کی وجہ سے بآسانی غذا کو چبایا جا سکتا ہے۔

دانت نکل جانے سے اس کا اثر جہاں دوسرے قدرتی دانتوں پر پڑتا ہے وہاں اس کا اثر شکل وصورت پر بھی پڑتا ہے۔ اگر اگلے دانتوں میں سے کوئی دانت نکل جائے تو منہ بہت بھدا لگتا ہے۔ اور اگر دانت ایک طرف سے نکلے ہوئے ہوں اور دوسری طرف دانت قائم ہوں تو منہ ٹیڑھا دکھائی دیتا ہے۔ اور اگر منہ سے تمام دانت نکل جائیں تو چہرے کی ہڈیاں اُبھری ہوئی معلوم ہوتی ہیں اور گالوں میں گڑھے پڑ جاتے ہیں۔ یہ تمام حالتیں چہرے کی خوبصورتی کو بگاڑتی ہیں۔ اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ دانت اگر نکلے ہوئے ہوں تو ان کو فوراً لگوا لینا چاہیئے۔

مسوڑھوں اور جبڑے کی ہڈی کی صحت

یہ حقیقت ہے کہ دانت خواہ کتنے ہی صحت مند اور صاف کیوں نہ ہوں جب تک مسوڑھے اور جبڑے بھی صحت مند نہ ہوں ان کی صفائی وغیرہ کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ مسوڑھوں اور جبڑوں کی بیماری کی وجہ سے دانت مضبوطی سے اپنی جگہ پر قائم نہیں رہ سکتے اور نتیجتاً ہلنے شروع ہو جائیں گے اور ہلتے ہوئے دانت عموماً شدید درد کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

جبڑے کی ہڈی اور مسوڑھوں کی صحت ایک دوسرے کی صحت پر منحصر ہے۔ اگر مسوڑھے پھولے ہوئے ہوں اور ان سے پیپ بہہ رہی ہو تو نتیجتاً اس کا اثر جبڑے کی ہڈی پر یہ ہوگا کہ وہ تحلیل ہونی شروع ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر ہڈی کسی جسمانی بیماری کی وجہ سے تحلیل ہونی شروع ہو جائے تو اس کا لازمی اثر مسوڑھوں پر بھی ہوگا اور وہ پھول کر درد کرنا شروع کر دیں گے اس لئے ان دونوں حصوں کا بیک وقت صحت مند ہونا نہایت ضروری ہوگا۔ جب بھی آپ محسوس کریں کہ آپ کے مسوڑھے درد کرتے ہیں اور پھولے ہوئے ہیں یا ان سے خون بہتا ہے یا پیپ نکلتی ہے تو فوراً ڈینٹسٹ سے مشورہ کریں۔

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔ دانتوں کے گندہ ہونے کی وجہ سے صحت مند مسوڑھے بھی خراب ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور دانتوں کے صاف رکھنے سے مسوڑھے بھی کافی حد تک باصحت رہتے ہیں۔ اس لئے دانتوں کو

صاف رکھنا جہاں خود دانتوں کے لئے بڑا مفید ہے وہاں مسوڑھوں کے لئے بھی باعثِ صحت ہے۔

پائیوریا مسوڑھوں کی بیماریوں میں سب سے خطرناک بیماری پائیوریا ہے۔ اس میں مسوڑھے پھول جاتے ہیں اور بہت درد کرتے ہیں۔ ذرا سا مس کرنے سے خون نکل آتا ہے۔ ان کو دبانے سے ان کے اندر سے پیپ نکلتی ہے۔ منہ سے نہایت گندی بدبو بھی آتی ہے۔ یہ بیماری شروع میں قابلِ علاج ہے لیکن بعد کے مراحل میں نہایت ضرررساں ہے۔ جہاں یہ دانتوں کو اپنی جڑوں سے ہلا دیتی ہے وہاں اس کے علاوہ کئی دوسری بیماریوں کی بھی پیش خیمہ ہوتی ہے۔ مثلاً اس کی وجہ سے دل کی بیماری، آنکھوں کی بیماری، ناک، کان، پیٹ، جلد، غرضیکہ جسم کی متعدد بیماریاں اس کی وجہ سے ہوجاتی ہیں۔ اس لئے جونہی اس بیماری کی علامات شروع ہوں ان کا فوراً علاج کیا جائے ورنہ یہ خطرناک نتائج کی حامل ہوتی ہے۔

درازیٔ عمر کا راز

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ اُس شخص کی عمر کو بڑھا دیتا ہے جو سچ مچ اپنی زندگی کا طریق بدل کر خدا تعالیٰ ہی کا ہوجاتا ہے۔"

(اعجاز احمدی)

باخدا انسان

(کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

"شریعتِ حقہ پر قائم ہوجانے سے ایسے شخص کا بنی نوع پر یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ درجہ بدرجہ انکے حقوق کو پہچانتا ہے۔ اور عدل اور احسان اور ہمدردی کی قوتوں کو اپنے محل پر استعمال کرتا ہے اور جو کچھ خدا نے اس کو علم اور معرفت اور مال اور آسائش میں سے حصہ دیا ہے سب لوگوں کو حسبِ مراتب ان نعمتوں میں شریک کر دیتا ہے۔ وہ تمام بنی نوع پر سورج کی طرح اپنی تمام روشنی ڈالتا ہے اور چاند کی طرح حضرتِ اعلیٰ سے نور پاکر وہ نور دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ وہ دن کی طرح روشن ہوکر نیکی اور بھلائی کی راہیں لوگوں کو دکھاتا ہے۔ وہ رات کی طرح ہر ایک ضعیف کی پردہ پوشی کرتا ہے اور تھکوں ماندوں کو آرام پہنچاتا ہے۔ وہ آسمان کی طرح ایک حاجتمند کو اپنے سایہ کے نیچے جگہ دیتا ہے۔ اور لوگوں پر اپنے فیض کی بارشیں برساتا ہے۔ وہ زمین کی طرح کمال انکسار سے ہر ایک آدمی کی آسائش کے لئے بطور فرش کے ہوجاتا ہے اور سب کو اپنی کنارِ عاطفت میں لے لیتا ہے اور طرح طرح کے روحانی میوے ان کے لئے پیش کرتا ہے ــــ سو یہی کام شریعت کا اتم ہے کہ کامل شریعت پر قائم ہونے والا حق اللہ اور حق العباد کو کمال کے نقطہ تک پہنچا دیتا ہے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۸۰-۱۸۱)

انتخاب و اقتباس

جمشید ہاشمی بی۔اے

قطب جنوبی

ہمارے کرۂ ارض کے جنوبی سرے پر ایک پُراسرار وسیع و عریض براعظم واقع ہے۔ جو بظاہر سفید برفانی تودوں اور سرد طوفانی ہواؤں کا مرجع ہے۔ کئی ایک بہادر انسانوں اور باہمت سیّاحوں نے اَن گنت مصائب برداشت کر کے اِس عجیب و غریب خطّۂ ارضی کے چہرے سے نقاب اُٹھائے ہیں۔ حال ہی میں تقریباً ۲۲ ملکوں کے نمائندہ سائنس دانوں اور ماہرین علم خود وہاں پہنچے ہیں۔ اُن کے حالات پڑھ کر بعض ناقابلِ یقین باتیں منظرِ عام پر آئی ہیں۔ جنوبی براعظم کو "سفید اندھیرے" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر دو آدمی پہلو بہ پہلو چل رہے ہوں تو وہ ہر طرف سے گویا سفید چمکدار سفیدی میں گھرے ہوئے ہوں گے۔ ہوا بھی سفید، زمین آسمان بھی سفید اور فضا بھی سفید، اچانک آپ کو محسوس ہوگا کہ آپ کا ساتھی ہوا میں تحلیل ہو گیا ہے۔ وہ نظروں سے غائب ہوگا۔ آپ کو صرف اس کی آواز سُنائی دے رہی ہوگی۔ چند لمحوں کے بعد وہ پھر آپ کو نظر آنے لگے گا لیکن اب وہ گویا ہوا پہ چل رہا ہوگا۔

"یہ نظارہ" سائنس دان کہتے ہیں "تعددِ عکس multiple reflection کی وجہ سے رونما ہوتا ہے۔ یعنی روشنی، زمین اور فضا کی دبیز تہوں کے درمیان مقید ہو جاتی ہے [illegible] روشنی کے اندر غرق ہو جاتی ہے اور ہماری آنکھیں اس سفید اندھیرے کی عادی نہیں ہوتیں۔"

اِس سفید تاریکی میں چونکہ سایہ نہیں بنتا یعنی سفیدی اتنی پھیلی ہوتی ہے کہ آپ کسی بھی چیز کے طول و عرض، حجم اور فاصلہ کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ نشیب و فراز تو اُس وقت بنتے ہیں جب رنگوں کے اختلاف کی وجہ سے سایہ بنتا ہے۔ پس اگر آپ چلنا چاہیں تو زمین کی اونچائی گہرائی نظر نہیں آئے گی اور آپ ٹھوکریں کھاتے پھریں گے۔

اِس سفیدی کے علاوہ غیر مرئی نیلی شعاعوں کا مسئلہ بھی ہے جن کی موجودگی سے جسم کا ہر عُریاں عضو جل جاتا ہے۔

ایک دفعہ ڈاکٹر پال سپل امریکن افسرِ اعلیٰ اپنے خیمہ سے دو میل کے فاصلہ پر کسی جگہ سروے کرنے میں مصروف تھا کہ اچانک اس نے دیکھا کہ اس کے خیمے بے تحاشہ حجم میں بڑھ گئے ہیں اور دیکھتے دیکھتے اہرامِ مصر بن گئے ہیں۔ پھر ایک بادل کا ٹکڑا سورج کے سامنے سے گزرا۔ یکدم خیمے نظروں سے غائب ہو گئے اور ہر طرف برف ہی برف نظر آنے لگی۔ وہ گھبرا کر گھٹنوں کے بل گر پڑا۔ دفعۃً خیمے پھر نظر آنے لگے۔ لیکن جب وہ کھڑا ہوا تو خیمے پھر "سفید تاریکی" میں غائب ہو گئے اور وہ اس برفانی "[illegible] محل" کو بڑی دیر تک دیکھتا رہا۔ یہ فضائی "شیش محل"

اُس وقت پیدا ہوتے ہیں جب روشنی کبھی ہوا کی لطیف کبھی کثیف تہوں میں سے گزرتی ہے۔ اسی وجہ سے بعض اوقات سورج تین تین چار چار دفعہ چڑھتا اور غروب ہوتا نظر آتا ہے۔ کبھی بادلوں کے اندر جہاز چلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور کبھی سرسبز جزیروں میں درخت اور دیگر نظارے دکھائی دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ چیزیں وہاں سے سینکڑوں میل دور کہیں سمندر میں موجود ہوتی ہیں۔

مسٹر ارنسٹ شیکلٹن کی ڈائری کا ایک ورق درج ذیل ہے:۔

"آج مَیں نے سورج کو آخری مرتبہ
غروب ہوتے دیکھا اور سمجھا کہ اب نوے
دن کے بعد پھر نظر آئے گا۔ لیکن
آٹھویں روز کے بعد ہی سورج پھر
غروب ہو رہا تھا۔ یہ محض روشنی کے
انعطاف کا کرشمہ تھا۔ سورج کو غروب
ہوتے مَیں نے خود دیکھا تھا لیکن پھر
اُبھر آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر غروب
ہوگیا لیکن پھر اُبھر آیا۔ اور یہ اتنی مرتبہ
ہوا کہ مَیں تنگ آگیا۔"

۱۹۳۲ء کی مہم میں کنارے پر کھڑے ہوئے جہاز رانوں نے دیکھا کہ جنوبی افق پر ایک سرسبز و شاداب لہلہاتا ہوا ساحل ہے، تازہ کٹے ہوئے گھاس کے پلاٹ کے اردگرد خوبصورت پھولوں کی باڑ لگی ہوئی ہے۔ یہ ۵۰ میل لمبا اور ۱۰ میل چوڑا خطۂ ارضی دیکھ کر ان کے منہ میں پانی بھر آیا۔ لیکن یہ سب برفانی سراب تھا۔

ایک اور کیفیت جو قطب جنوبی کے سائنسدانوں نے دریافت کی ہے وہ بائیں طرف کی کشش یا "کھینچ" ہے۔ چلتے چلتے آپ غیر محسوس طور پر بائیں جانب مُڑ جائیں گے۔ برفانی ٹریکٹر چلانے والے سفید تاریکی میں بائیں طرف چکر دیدیں گے۔ اسی طرح قدرت کے دیگر مظاہر بھی مثلاً برف کی تہیں۔ پینگوئن کے پنجوں کے نشان وغیرہ سب بائیں طرف موڑ کھاتے ہیں۔ امیرالبحر بائرڈ نے عین یہی کیفیت قطب شمالی کے متعلق بھی لکھی ہے کہ وہاں بائیں کی بجائے دائیں طرف کشش ہوتی ہے۔ اور فطری طور پر ہر شئے دائیں طرف کشش پاتی ہے۔ شاید یہ زمین کی گردش کی وجہ سے ہو۔ ایک اور حیرت انگیز بات یہ واقع ہوتی ہے کہ ہر آدمی کا وزن بغیر گوشت پوست میں فربہی کے ایک سیر کے قریب بڑھ جاتا ہے۔ اس کی وجہ زمین کی کشش ثقل ہے۔ پھر یہاں انسان قوس قزح بھی کھاتا ہے۔ یعنی جب وہ سانس لیتا ہے تو ہر سانس کی نمی تیرتے ہوئے "برفیدہ قلم" (Crystal) میں ڈھل جاتی ہے۔ جس میں سے سورج کی شعاعیں انعکاس پیدا کر کے قوس قزح پیدا کر دیتی ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ قوس قزح اس کے سینے سے نکلتی ہے۔ براعظم قطب جنوبی میں کوئی چیز نہ گلتی ہے نہ سڑتی۔ نہ وہاں زنگ لگتا ہے نہ کوئی بیماری پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ وہاں Becteria جراثیم زندہ نہیں رہ سکتے۔ ۱۹۴۷ء میں امیرالبحر کروزن جب رابرٹ سکاٹ کی تلاش میں اس کے خیمہ تک پہنچتا ہے تو لکھتا ہے:۔

"۵۰ سال کے بعد جب مَیں اس کے خیمہ

میں پہنچا تو خیمہ کی ظاہری شکل اور حالت
کو جوں کا توں پایا۔ خیمہ کی طنابیں اور
تختے بالکل اصلی حالت میں موجود تھے۔
کسی ایک کیل پر زنگ کا نام و نشان بھی
نہ تھا۔ منچوریا کی خچروں کو باندھنے والا
رسہ بعینہٖ مضبوط تھا جس سے اب ہم
نے ہیلی کاپٹر کو کھینچنے کا کام لیا۔ بسکٹ
اور ڈبوں کے گوشت کا مزہ ۲۵ سال کے
بعد بھی ویسا ہی تھا جسے ہم نے خوب
نوش جان کیا۔ پاس ہی ایک کتا منجمد کھڑا
تھا۔ بار بار مجھے خیال آتا کہ یہ زندہ ہے
قریب ہی سیبوں کا ایک ٹوکرا تھا جو منجمد
ہو کر پتھر بن گئے تھے لیکن ان کا مزہ تنور
میں پکے ہوئے سیبوں جیسا تھا۔ اس سے
ثابت ہوتا ہے کہ اگر پھلوں اور سبزیوں
کو آگ کی بجائے برف پر پکایا جائے
تو بھی کھانے کے لئے نہایت لذیذ ثابت
ہوں گے۔ اس سرزمین کی آب و ہوا
خالص ترین اور خشک ترین ہے۔ غیر مرئی
نیلی شعاعیں ہر قسم کے جراثیم کی قاتل
ہیں۔ یہاں نزلہ و زکام ہرگز نہیں ہو سکتا
کیا یہ صحت افزا مقام نہیں بن سکتا...؟
شاید سب سے زیادہ خوفناک اور ڈراؤنی کیفیت انگریز ہم کے
ارکین نے بیان کی ہے وہ کہتے ہیں :-
"ہم ایک غیر متحرک گلیشئر پر مقیم ہیں۔ ہمارے
ایک طرف ایک بڑا پہاڑ کھڑا ہے جونہی
کسی دھوپ والے دن پہاڑ کا سایہ
برف پر پڑتا ہے۔ ہیبت ناک دھماکوں
کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ یوں معلوم ہوتا
ہے جیسے جنگ میں توپوں کے دہانے کھل
گئے ہیں۔ یہ گولہ باری کی آواز لگاتار
نصف نصف گھنٹے تک جاری رہتی ہے
حتیٰ کہ لاتعداد دراڑیں آناً فاناً بڑے
بڑے مہیب غاروں میں بدل
جاتی ہیں اور سو سو فٹ کے غار بن جاتے ہیں"
الغرض براعظم قطب جنوبی کے اردگرد بیس لاکھ میل
لمبا اور دو میل گہرا سمندر واقع ہے جس کے اندر بے شمار
پودے اور کروڑہا سمندری مخلوق آباد ہے۔ یہ ایک وسیع
آبی چراگاہ ہے۔ اس میں ایسے جانور بھی ہیں جو روزانہ
ایک ایک ٹن خوراک کھاتے ہیں۔ سمندر میں سے ایک
چمچ پانی کا اٹھا کر خوردبین سے دیکھئے۔ آپ کو باریک باریک
ہزاروں پودے نظر آئیں گے جن کو کیڑے کھا رہے ہونگے۔
پھر ان کیڑوں کو چھوٹی چھوٹی مچھلیاں اور آبی پرندے
کھاتے ہیں اور ان کو پھر بڑی مچھلیاں۔ یہ تند دوڑ
وسیل تک ہڑپ کرتی رہتی ہے۔ اس براعظم کا رقبہ اتنا
بڑا ہے کہ امریکہ اور آسٹریلیا دونوں میں سما جائیں لیکن
اتنا سرد اور برفانی کہ درجۂ حرارت صفر سے بھی سو درجہ
کم ہو جاتا ہے۔ بہر حال یہ سرزمین اپنی خوبصورتی، اسراریت
اور خطرات کے لحاظ سے لاجواب ہے +

مشاغل

مکرم ارشاد اعزازی صاحب

شٹل کاک گھر بنائیے!

خدام الاحمدیہ کی تنظیم خدام سے مطالبہ کرتی ہے کہ فارغ اوقات میں مفید مشغلے کے طور پر کوئی نہ کوئی زائد کام کیا جائے۔ اس سلسلے میں یہ مضمون قارئین کی خدمت میں پیش ہے ——— (ادارہ)

موسم گرما میں جبکہ سارا سارا دن لُو چلتی رہتی ہے شام کو بھی کافی دیر تک ٹھنڈک نہیں ہوتی اور بڑی بڑی کھیلیں صرف پیشہ ور کھلاڑیوں کے لئے رہ جاتی ہیں تو گھریلو کھیلیں بہت مفید ثابت ہوتی ہیں مثلاً بیڈ منٹن کو دوپہر کے وقت بھی ہال کمرے میں بڑی آسانی کے ساتھ کھیلا جا سکتا ہے اور رات کو بجلی کی روشنی میں تو خوب لطف آتا ہے۔ پھر اس کھیل کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ کھلاڑیوں کی تعداد بیس یا بائیس ہو۔ دو تین آدمی بھی پورا پورا لطف اٹھا سکتے ہیں۔ یہ کھیل کھیلنے کے لئے ایک عدد ریکٹ، ایک جال اور ایک شٹل کاک کی ضرورت ہوتی ہے۔ شٹل کاک کو بڑی آسانی سے گھر پہ بھی بنایا جا سکتا ہے۔ اس کو بنانے کے لئے کارک، گوند، چمڑا، گتہ اور بطخ کے پر اور ایک ریتی، بس یہی سامان درکار ہے۔ اگر آپ اس کو بنانا سیکھ جائیں اور پھر فالتو اوقات میں اس کی مشق کر کے ماہر ہو جائیں تو اسے گھریلو صنعت کے طور پر بھی چلا سکتے ہیں۔

سب سے پہلے بطخ کے پر بازار سے لے آئیے۔ اگر سفید ہوں تو زیادہ بہتر ہے۔ ان کو صابن سے دھو لیجئے تاکہ یہ دودھ کی مانند سفید ہو جائیں دھونے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک بڑے برتن میں صابن کا محلول تیار کر کے اس میں پر ڈال دیئے جائیں اور پھر اُسے کافی دیر تک پڑا رہنے دیں۔ پروں سے میل خود بخود چھوٹ جائے گی۔ تب انہیں پانی سے دھو کر سکھا لیجئے۔ اگر گیلے پروں پہ چاک یا کھڑیا مٹی چھڑک دی جائے تو پر اور زیادہ سفید نکل آئیں گے۔ اس کے بعد تقریباً ایک انچ قطر والے کارک لیجئے جو لمبائی میں بھی ایک انچ کے قریب ہوں۔ ان کے نچلے سروں کو ریتی کی مدد سے گول کر لیجئے اور پھر اوپر کی سطح میں کسی کیل کی مدد سے چھوٹے چھوٹے سوراخ بنائیے تاکہ پروں کو ان میں داخل کیا جا سکے۔ یہ سوراخ برابر فاصلہ پہ ہونے چاہئیں۔ عام طور پہ ایک کارک میں ۱۶ سوراخ کئے جاتے ہیں تاکہ ان میں ۱۶ پر لگائے جا سکیں۔ سوراخ کرنے

کے بعد کارک کے اُوپر کے حصہ کے برابر ایک گتے کا ٹکڑا کاٹ کر اس میں بھی سوراخ کیجئے اس طرح کہ جب ہم اس گتے کو اُوپر رکھیں تو گتے کے سوراخ کارک کے سوراخوں کے اُوپر آئیں گتے کو گوند لگا کر کارک پر چپکا دیجئے۔

اب ہم پروں کو لے کر انکو مناسب سائز کے مطابق کاٹیں گے۔ یہ کام ذرا دشوار ہے کیونکہ اگر سب پَر برابر نہ ہوں تو شٹل کاک کا وزن ایک طرف بڑھ جائے گا۔ اس طرح ہٹ (Hit) لگاتے وقت شٹل کاک سیدھی نہیں جائے گی۔ اس لئے ضروری ہے کہ پَروں کی لمبائی ایک جیسی ہو۔ عام طور پر اِن کی لمبائی ۳" کے قریب رکھی جاتی ہے۔ اور یہ لمبائی پروں کے درمیانی حصّہ سے کاٹی جاتی ہے کیونکہ پروں کا نچلا حصّہ زیادہ سخت ہوتا ہے اور اُوپر کا حصّہ زیادہ نرم۔ لیکن پروں کے نیچے سے تھوڑا سا حصّہ کاٹ کر پھینک دیں اور پھر تین تین انچ کے برابر ٹکڑے کاٹتے جائیں۔

اب کارک کے اُوپر چمڑہ چڑھانے کا کام رہ گیا۔ ایک لکڑی کا مکعب لے کر اُس کے اُوپر پرکار کی مدد سے ۱" قطر کا دائرہ لگائیے اور پھر اُسے درمیان سے کھودنا شروع کر دیجئے تاکہ لکڑی کے اندر ایک گول گڑھا بن جائے جو ۱" گہرا ہو اور جس میں کارک پھنس کر آجاتا ہو۔ اب چمڑے کے ٹکڑے کو گول کاٹ کر لکڑی کے سوراخ کے اُوپر رکھ دیجئے.... .... اتنی ہی موٹی لکڑی سے اسے دبائیے تاکہ وہ ٹوپی کی صورت اختیار کرے۔ اب کارک کے نچلے حصّے کو گوند لگا کر اس گڑھے میں پھنسا دیجئے تاکہ ٹوپی اس کے ساتھ چپک جائے۔ پھر کارک کو باہر نکال لیجئے اور تھوڑی دیر تک سوکھنے دیجئے۔

اس کے بعد پروں کو لیجئے اور اُن کے نچلے سِروں کو باری باری گوند میں ڈبوتے جائیے اور سوراخوں میں داخل کرتے جائیے۔ بس شٹل کاک تیار ہو گئی۔ اِسے اور زیادہ مضبوط بنانے کے لئے پروں کو تین جگہ سے دھاگے کے ذریعہ باندھ دیجئے۔ نیچے سے، درمیان سے اور پھر اُوپر کے حصّہ سے۔ اور اس دھاگے کے اُوپر بھی گوند لگا دیجئے تاکہ یہ اور زیادہ سخت ہو جائے۔ اگر آپ اپنے فارغ اوقات میں اس کی مشق کر کے ماہر ہو جائیں تو بہت تھوڑے سرمایہ سے آپ ایک اچھی خاصی گھریلو صنعت چلا سکتے ہیں اور زائد آمد پیدا کر سکتے ہیں۔ اور پھر اس صنعت کو اور زیادہ بہتر بنانے کے لئے کئی قسم کی مفید تبدیلیاں از خود سوچ سکتے ہیں !!

بابرکت علم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"بابرکت علم وہی ہوتا ہے جو عمل کے مرتبہ میں اپنی چمک دکھا دے اور منحوس علم وہ ہے جو صرف علم کی حد تک ہے کبھی عمل تک نوبت نہ پہنچے۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی)

بسلسلہ زراعتی معلومات

کیمیائی کھاد

پودوں کی خوراک بہت سے عناصر پر مشتمل ہے۔ جن میں زیادہ اہم عناصر نائٹروجن، فاسفورس، پوٹاسیم اور کیلشیم ہیں۔ قدرتی طور پر یہ عناصر زمین میں کافی مقدار میں موجود ہوتے ہیں اور پودے انہیں چوس چوس کر بڑھتے اور پھلتے پھولتے ہیں لیکن آہستہ آہستہ اس ذخیرہ خوراک میں کمی واقع ہوتی رہتی ہے جس کے باعث پودوں کی صحت کمزور پڑ جاتی ہے اور پیداوار میں کمی آجاتی ہے اسلئے ضروری ہے کہ ان عناصر کی کمی ساتھ ساتھ پوری ہوتی رہے۔

ایک زمانہ سے کاشتکار پیداوار بڑھانے کیلئے زمین میں کھاد کا استعمال کرتے چلے آرہے ہیں۔ یہ کھادیں بالعموم جانوروں کے گوبر اور پتوں وغیرہ سے تیار کرتے رہے ہیں لیکن موجودہ ضروریات کے لحاظ سے اس قسم کی کھاد مناسب مقدار میں حاصل کرتے رہنا ہر ایک کے لئے ممکن نہیں رہا۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے مصنوعی (کیمیائی) کھادوں کا رواج چلا ہے۔ مصنوعی کھاد کے استعمال سے زمین میں بنیادی ضروری عناصر کی کمی بآسانی پوری کر دی جاتی ہے جو پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ کا موجب ہے۔

تجربوں سے معلوم کیا گیا ہے کہ ہمارے وطن کے میدانی علاقوں میں زیادہ تر نائٹروجن کی کمی ہے۔ نائٹروجن زمین میں مختلف نمکیات کی شکل میں پایا جاتا ہے۔ کرّہ ہوائی کا تین چوتھائی سے زیادہ حصہ آزاد نائٹروجن پر مشتمل ہے لیکن پودے اسے ہوا سے براہِ راست نہیں جذب کر پاتے بعض قدرتی عوامل کے نتیجہ میں یہ نائٹروجن مرکبات میں تبدیل ہو کر زمین کا جزو بن جاتے ہیں جہاں سے پودے انہیں چوس کر اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں لیکن اس طرح آہستہ آہستہ زمین میں نائٹروجن کی کمی واقع ہو جاتی ہے جسے پورا کرنے کے لئے مصنوعی طور پر نائٹروجن کے مرکبات تیار کر کے زمین میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔ یہی مصنوعی کھاد ہے۔ اسی طرح بعض علاقوں میں (خصوصاً پہاڑی علاقوں میں) فاسفورس کی شدید کمی ہو جاتی ہے اس لئے نائٹروجن کے مرکبات میں کچھ فاسفورس بھی شامل کر دی جاتی ہے۔ نباتاتی اور مصنوعی کھاد کا یکے بعد دیگرے زمین میں ڈالتے رہنا لازم وملزوم ہے۔ محض نباتاتی یا صرف کیمیائی کھاد کا استعمال اس قدر فائدہ نہیں دیتا۔ بہتر یہی ہے کہ مناسب طور پر دونوں قسم کی کھادیں استعمال کی جاتی رہیں۔ نباتاتی کھاد کا استعمال تو ہمارے کاشتکار ایک عرصہ سے کر رہے ہیں لیکن کیمیائی کھاد کا استعمال ابھی زیادہ رواج نہیں پا سکا اور بعض جگہ اس کے خواص یا صحیح طریقِ استعمال معلوم نہ ہونے کے سبب فائدہ کی بجائے اُلٹا نقصان بھی ہوا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مختصر طور پر اس بارہ میں چند ضروری معلومات درج کر دی جائیں۔

مغربی پاکستان میں زیادہ تر مندرجہ ذیل کیمیائی

کھادیں استعمال کی جا رہی ہیں :- ایمونیم سلفیٹ، ایمونیم نائٹریٹ، ایمونیم سلفیٹ نائٹریٹ، ایمونیم سُپر فاسفیٹ، کیلشیم ایمونیم سلفیٹ - ان میں سے ایمونیم سلفیٹ زیادہ پاپولر ہے - دوسرے نمبر پر یہ فاسفیٹ ہے -

ایمونیم سلفیٹ یہ سفید دانہ دار حالت میں پائی جاتی ہے - پانی میں آسانی سے حل ہو سکتی ہے - اس کی نائٹروجن ایمونیا کی صورت میں تبدیل ہو سکتی ہے جسے پودے بآسانی جذب کر لیتے ہیں - آبپاشی کے پانی سے اس کے بہہ جانے کا کوئی امکان نہیں - جن زمینوں میں چُونے کی کافی مقدار موجود ہو اُن میں اس کا استعمال تسلی بخش طریقہ سے ہو سکتا ہے - ایمونیم سلفیٹ میں آبی بخارات کو جذب کرنے کی خاصیت پائی جاتی ہے اسلئے اسے ہمیشہ خشک جگہ ذخیرہ کرنا چاہیئے - اس کی ایک بوری کا وزن تقریباً ۲۵ سیر ہوتا ہے -

ایمونیم سُپر فاسفیٹ یہ مصنوعی کھاد خاکستری رنگ کی دانہ دار ہوتی ہے اس میں ایمونیم سلفیٹ کی نسبت نائٹروجن کی مقدار کم ہوتی ہے لیکن اس کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے استعمال سے فاسفورس کی کمی بھی پوری ہو جاتی ہے - حسب ضرورت اسے نائٹروجن والی کھادوں (ایمونیم سلفیٹ وغیرہ) کے ساتھ مجوزہ مقدار میں ملا کر بھی استعمال کیا جا سکتا ہے - اس کھاد کو ہمیشہ کاشت سے قبل ہی زمین میں خوب گہرائی تک نیچے ڈالنا چاہیئے تاکہ یہ پودوں کی جڑوں تک بآسانی پہنچ سکے - اس کی ایک بوری میں قریباً ۶۵ سیر کھاد ہوتی ہے -

چند ضروری امور

(۱) مصنوعی کھاد ڈالنے سے قبل اسے دو چار گنا خشک مٹی یا گلی سڑی دیسی کھاد کے ساتھ اچھی طرح ملا لینا چاہیئے تاکہ اس کی تقسیم ہر جگہ یکساں ہو اور بیج کو کسی جگہ اس کی زیادتی کے باعث نقصان کا احتمال نہ رہے - (۲) ضروری ہے کہ کسی بھی صورت میں کیمیائی کھاد براہ راست بیج کے ساتھ نہ لگنے پائے - اسی طرح یہ تنوں اور پتّوں پر بھی نہیں پڑنی چاہیئے خصوصاً جب بارش یا اوس کی وجہ سے ان کی سطح نمدار ہو (۳) کیمیائی کھاد ڈالنے کے فوراً بعد آبپاشی ضروری ہے ورنہ نقصان کا اندیشہ ہو سکتا ہے (۴) کھاد کو زمین میں گہرائی تک پہنچانے سے پودوں پر زیادہ اچھا اثر ہوتا ہے - اس لئے اگر بجائی سے قبل کھاد ڈالنی ہو تو اسے تین چار انچ کی گہرائی تک پہنچانا چاہیئے (۵) جن زمینوں میں شور یا کلّر وغیرہ زیادہ ہو یا وافر پانی نہ مہیا ہو وہاں کیمیائی کھاد سے پرہیز ہی بہتر ہے (۶) ہر فصل کیلئے مخصوص کیمیائی کھاد موزوں وقت پر ہی مفید ہو گی - کیمیائی کھاد کا اندھا دھند استعمال نقصان دیتا ہے - اسلئے بہتر ہے کہ محکمہ زراعت والوں سے صحیح تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے بعد ہی اس کا استعمال کیا جائے -

نوٹ :- بے شک مصنوعی کھادوں کے استعمال سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے میں مدد ملے گی لیکن اس سے بھی زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے کھیتی باڑی کے جدید طریقوں پر بھی عمل کیا جائے +

کتاب "اُمُّ الْاَلْسِنَہ"

(از محترم سید داؤد احمد صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علمی کارناموں میں سے ایک بے نظیر کارنامہ عربی زبان کو ام الالسنہ ثابت کرنا ہے۔ آپ نے آج کل کے تمام مستشرقین اور علماء علم اللسان کے نظریات کے خلاف اس بات کا دعویٰ فرمایا کہ دنیا کی تمام زبانیں عربی زبان سے نکلی ہیں۔ اور اس کو ثابت کرنے کے لئے بعض بنیادی اصول وضع فرمائے جن کے مطابق اس تحقیق کو پایۂ ثبوت تک پہنچایا جا سکتا ہے۔

محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر جماعت کے علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ نے سالہا سال کی کاوش اور محنت اور عرقریزی سے کام لے کر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ اصولوں اور قواعد کو مدِّنظر رکھ کر آپ کی شروع کی ہوئی اس تحقیق کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے اور غیر زبانوں کے ہزارہا الفاظ کو عربی زبان سے مشتق ثابت کر کے یہ واضح کر دیا ہے کہ عربی زبان ہی تمام زبانوں کی ماخذ اور منبع ہے۔ آپ کی اس بے نظیر تحقیق میں سے نمونہ کے طور پر بعض مقالہ جات رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہو کر جماعت اور غیر از جماعت حلقوں میں مقبول ہو چکے ہیں اور بڑے بڑے علماء علم اللسان سے خراجِ تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

اس علمی تحقیق کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر ادارہ ریویو نے اس تحقیق کو خلاصہ کی شکل میں ایک کتاب شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تاکہ مغرب کے علمی حلقوں اور لائبریریوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بے نظیر علمی تحقیق کو متعارف کر کے حضور اقدس علیہ السلام کے علمی مقام کو نمایاں کیا جا سکے۔ اصل کتاب کا حجم تو کئی ہزار صفحات سے کم نہ ہوگا۔ فی الحال اس کا نمونہ کتابی صورت میں طبع کروایا جا رہا ہے جو اڑھائی صد صفحات پر مشتمل ہوگی اور مندرجہ ذیل مضامین پر روشنی ڈالیگی۔

(۱) عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نظریہ۔

(۲) آغازِ زبان کا مسئلہ

(۳) مختلف زبانوں کی عمریں۔

(۴) زبانوں کے خاندان اور سنسکرت

(۵) علماءِ مغرب نے عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے کو کیوں نظر انداز کیا۔

(۶) دنیا کی تمام زبانوں کا منبع واحد ہونے کے بارے میں علماء علم اللسان کا اتفاق رائے۔

(۷) نظریۂ ام الالسنہ کے فوائد
(۸) قرآن حکیم کی زبان عالمگیر ہے۔
(۹) عربی زبان ایک مکمل زبان ہے۔
(۱۰) بہترین زبان کو جانچنے کے معیار
(۱۱) دخیل الفاظ
(۱۲) تجنیس خطی کی وجہ سے الفاظ کا اختلاط
(۱۳) الفاظ کے مختلف امراض
(۱۴) آرین اور سامی زبانوں کی گمشدہ کڑی کا انکشاف۔
(۱۵) غیر زبانوں سے عربی زبان کے ماخذ دریافت کرنے کے دس معین اصول۔
(۱۶) اس لغت کے مطالعہ کا طریق
(۱۷) انگریزی الفاظ کے عربی ماخذ
(۱۸) فرنچ زبان کے عربی ماخذ
(۱۹) جرمن زبان کے عربی ماخذ
(۲۰) ہسپانوی زبان کے عربی ماخذ
(۲۱) لاطینی زبان کے عربی ماخذ
(۲۲) اطالوی الفاظ کے عربی ماخذ
(۲۳) یونانی الفاظ کے عربی ماخذ
(۲۴) روسی الفاظ کے عربی ماخذ
(۲۵) فارسی الفاظ کے عربی ماخذ
(۲۶) آرین دوتوں کے عربی ماخذ
(۲۷) سنسکرت الفاظ کے عربی ماخذ
(۲۸) ہندی الفاظ کے عربی ماخذ
(۲۹) چینی الفاظ کے عربی ماخذ

کتاب زیر تجویز محدود تعداد میں شائع کی جا رہی ہے۔ دلچسپی رکھنے والے حضرات فوری طور پر مطلوبہ تعداد سے دفتر ریویو ربوہ کو اطلاع دیکر اپنی کتاب ابھی ریزرو کروالیں۔ کیونکہ ایسا نہ ہو کہ محدود تعداد میں طبع ہونے کی وجہ سے بعد میں اس کے حصول میں دقت ہو۔

مجلس اطفال الاحمدیہ کا

دوسرا امتحان

"ھلالِ اطفال"

قارئین حضرات اور منتظمین اطفال نوٹ فرمالیں کہ مجلس اطفال کا دوسرا مرکزی امتحان "ھلالِ اطفال" ۱۰ ستمبر کو ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ امتحان کے لئے بچوں کو ابھی سے تیاری شروع کروادی جائے۔ وہ مجالس خاص طور پر نوٹ فرمالیں جو سابقہ امتحان "ستارۂ اطفال" میں بچوں کو شریک نہیں کرسکیں حالانکہ ان کو پرچے بھجوائے گئے تھے۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اب اِس امتحان کے ساتھ ہی پہلے امتحان کا انتظام بھی کریں اور بچوں کو دونوں امتحانوں کی تیاری کروادیں۔ دونوں امتحانات ایک ہی دن ہوں گے

(مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

مجالس خدام الاحمدیہ کی مساعی کا مختصر ماہانہ جائزہ

مرکز

۱۔ رپورٹیں :۔

مرکز میں مجالس سے آنے والی ماہانہ کارگذاری کی رپورٹوں کی تعداد بفضلِ خدا بتدریج بڑھ رہی ہے۔ ماہ مئی کی رپورٹ بھجوانے والی مجالس کی تعداد ۱۰۲ ہے۔ جو اگرچہ گذشتہ ماہ سے تو زائد ہے لیکن ابھی یہ تعداد کل مجالس کی تعداد کے بیس فیصد سے بھی کم ہے۔ نیز اس میں بہت سی ایسی رپورٹیں بھی شامل ہیں جو ۱۵ جون کے بعد ملی ہیں۔ قائدین سے گزارش ہے کہ وہ ماہانہ رپورٹ ضرور اگلے ماہ کی پندرہ تاریخ سے پہلے ہی بھجوا دیا کریں۔

۲۔ دورے، تربیتی تقاریر :۔

مرکزی عہدیداران کی طرف سے بعض مقامات کے دورے کئے گئے۔ محترم صدرِ مجلس، کراچی، لاہور، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، اور منگلا صاحب تشریف لے گئے اور تربیتی لیکچرز دیئے۔ ربوہ کے بعض محلہ جات میں بھی آپ نے دورہ کیا اور مجالس کی مساعی کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ مختلف تربیتی موضوعات پر خدام سے خطاب کیا۔

۳۔ کتب اور پمفلٹ :۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کی اشاعت پر سے پابندی اُٹھنے کے موقع پر مجلس عاملہ مرکزیہ نے فیصلہ کیا کہ اس کتاب کو ایک لاکھ کی تعداد میں چھپوا کر تمام لکھے پڑھے عیسائیوں اور شریف مسلمان بھائیوں میں مفت تقسیم کیا جائے (اسوقت یہ کتاب چھپ چکی ہے اور تجویز کے مطابق اس کی تقسیم کی جا رہی ہے۔ اس سلسلہ میں محترم صدر صاحب مجلس مرکزیہ کی اپیل زیرِ نظر شمارہ کے ابتدائی صفحات پر ملاحظہ فرمائیں)

شعبہ تربیت کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات پر مشتمل ایک دو ورقہ شائع کر کے مجالس کو بھجوایا گیا۔ ایک دو ورقہ شعبہ اصلاح و ارشاد کی طرف سے بھی چھپوایا گیا۔

۴۔ شعبہ خدمت خلق کے زیرِ انتظام حسب معمول مستحق غرباء و مساکین کی امداد کی گئی۔ ربوہ میں پختہ شاہراہ پر لاری کے اڈے کے پاس رفاہِ عامہ کی غرض سے نلکہ درست کروا کے لگایا گیا۔

۵۔ شعبہ اطفال :۔ اطفال کے لئے تجویز کردہ نصاب کے پہلے حصہ "ستارۂ اطفال" کا امتحان لیا گیا جسمیں ملک بھر کی ۷۹ مجالس کے ۱۸۳۰ اطفال نے نہایت

ذوق و شوق سے حصہ لیا۔ ان میں سے ۱۲۸۴ بچے کامیاب رہے۔ سب سے زیادہ امیدوار (۴۸۲) ربوہ سے شامل ہوئے۔ کراچی، لاہور اور پشاور سے علی الترتیب ۱۱۰، ۱۰۷ اور ۱۰۱ بچے شریک ہوئے۔ قریباً پندرہ مجالس کے سو فیصد اطفال نے یہ امتحان دیا۔ امید ہے ستمبر میں منعقد ہونے والے دوسرے امتحان "ہلال اطفال" میں اس سے بہت زیادہ بچے شامل ہوں گے۔

مجلس لائل پور عرصۂ زیر رپورٹ میں مجلس لائلپور بالعموم بیدار رہی اور اپنی سابقہ روایات کے مطابق تندہی سے سرگرم عمل رہی۔ اس مجلس کا خدمت خلق کا کام لائق تحسین ہے مجلس کے زیر انتظام شہر کے چھ مختلف مقامات پر طبی امداد کے مراکز قائم ہیں جہاں گزشتہ ماہ کے دوران ۱۲۱۰ افراد کو عام طبی امداد بہم پہنچائی گئی ۸۰ افراد کو مفت انجکشن لگائے گئے۔ ہیضہ کی روک تھام کے سلسلہ میں ایک گروپ نے شہر اور گرد و نواح کا دورہ کر کے ۳۲۵ افراد کو ویکسین لگائی۔ مجلس نے رسالہ خالد کی ایجنسی قائم کی اور پندرہ نئے خریدار بنائے

کراچی محترم صدر مجلس کے دورہ کے نتیجہ میں خدام کراچی میں بیداری کی گویا نئی لہر دوڑ گئی۔ الحمد یہ ہال میں خدام کے جس عام اجلاس سے آپ نے خطاب کیا اس میں کراچی بھر کے کل ۵۱۶ خدام میں سے ۴۰۹ خدام دور دراز مقامات سے بھی آ کر شامل ہوئے۔ تعمیر ہال (مرکزیہ) کے سلسلہ میں صدر صاحب کی تحریک پر قریباً ۱۵۰۰۰ روپے کے وعدے ہوئے جن میں سے قریباً پندرہ صد کی رقم نقد وصول ہو گئی۔ شعبہ صنعت و تجارت کے تحت ۶ خدام کو زائد ہنر سکھانے کا انتظام کیا گیا۔ خدام نے فارغ اوقات میں زائد کام کر کے -/۶۰ روپے کی آمد پیدا کی۔ سمندر کے کنارے خدام نے ایک تفریحی ٹرپ بھی کیا۔ مجلس کے زیر انتظام چلنے والے طبی امدادی سنٹروں میں حسب سابق ہزارہا بیماروں کا مفت یا دا جبی معاوضہ پر علاج کیا جاتا رہا۔ دیگر کئی ذرائع سے بھی خدمت خلق کا قابل قدر کام کیا جاتا رہا۔ رسالہ خالد کے لئے اشتہارات کے حصول میں ابھی تک مجلس کراچی نے اپنی ذمہ داری نہیں ادا کی۔

مجلس ربوہ ربوہ کے خدام باقاعدہ انتظام کے تحت گروپوں میں تقسیم ہو کر نہایت مستعدی اور باقاعدگی سے ربوہ سے گزرنے والی گاڑیوں کے مسافروں کو ریلوے سٹیشن پر مفت ٹھنڈا پانی پیش کرتے رہے۔ محلہ دارالیمن کی ضرورت کے پیش نظر مجلس مقامی نے وہاں چیریٹیبل ڈسپنسری قائم کی جہاں روزانہ اوسطاً ۲۰ مریضوں کا مفت علاج کیا جاتا رہا۔ ربوہ کے نواح میں سڑک اور دریا کے بعض حادثات کے مواقع پر خدام نے فوراً پہنچ کر ضروری امداد بہم پہنچائی۔ پہاڑی کے نشیب میں واقع چند مکانات کو برساتی پانی کی زد سے محفوظ کرنے کے لئے خدام نے ایک (۲۰ فٹ × ۴ فٹ کا) بند باندھا متعدد گندی نالیوں کی صفائی کی گئی۔ ایک فٹ بال گراؤنڈ تیار کی گئی۔ مرکزی چندہ کے اس وقت ربوہ میں بہت کم خریدار ہیں۔ اس بارہ میں زیادہ توجہ چاہیئے۔

مجلس لاہور مجلس ہذا تبلیغی پمفلٹ اور کتب کی تقسیم کا کام نہایت عمدہ طور پر سر انجام دے رہی

ہے۔ عطیۂ خون کے سلسلہ میں کی گئی مساعی بھی لائقِ تحسین ہیں۔ تقریباً ایک درجن خدام نے بلڈ بنک کو اپنا خون پیش کیا۔ ضرورت پر خون کا ہدیہ بخوشی دے سکنے والے خدام کی ریزرو لسٹ بھی تیار کی جا رہی ہے۔ حلقہ دہلی دروازہ میں ایک ہفت روزہ تربیتی کلاس منعقد کی گئی۔ خدام لاہور میں شعائرِ اسلامی کی پابندی کی ایک تحریک نمایاں اثر کر رہی ہے۔ مجلس عاملہ کے دو ارکان نے شرعی داڑھی رکھ لی۔ حلقہ رتن باغ میں ایک لائبریری قائم کی گئی جس کیلئے ۲۵۰ کتب مہیا کی گئیں۔ رفاہی شفاخانوں کے قیام اور فرسٹ ایڈ گروپوں کی تیاری کے سلسلہ میں ابھی مجلس لاہور کا کام پیچھے ہے۔ رسالہ تشحیذ الاذہان کی خریداری بڑھانے کے سلسلہ میں اچھی کوشش کی گئی۔ رسالہ خالد کے لئے مضامین اور اشتہارات وغیرہ کی فراہمی کے معاملہ میں بھی لاہور کا قدم بہت پیچھے ہے۔

راولپنڈی اطفال کی تنظیم نمایاں طور پر بہتر ہو رہی ہے "یومِ والدین" کی تقاریب میں مہتمم صاحب اطفال بھی ربوہ سے جا کر شریک ہوئے۔ کتب، پمفلٹ اور اشتہارات کی تقسیم کا کام خدام نہایت عمدہ طریق پر کر رہے ہیں لیکن خدمتِ خلق، وقارِ عمل اور صنعت و حرفت کے شعبوں میں کافی سستی نظر آتی ہے۔

احمد نگر (مشرقی پاکستان) یہاں سے جو سہ ماہی رپورٹ قائد صاحب نے ارسال کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ خدام مستعد ہیں۔ ۲۹ بار وقارِ عمل کیا گیا۔ مدرسہ احمدیہ (پرائمری سکول) کے قیام کے سلسلہ میں نمایاں خدمات سر انجام دیں۔ ایک بستی میں آگ لگنے پر متواتر تین دن جانفشانی سے ریلیف کا کام کیا اور کئی نادار لوگوں

کے مکانات دوبارہ تعمیر کر دیئے۔

گوجرانوالہ ایک میلہ کے موقع پر ضلع گوجرانوالہ کے خدام نے اصلاح و ارشاد کا نمایاں کام کیا۔ غیر جماعت میں جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں کو تصاویر کی شکل میں پیش کیا جسے کم و بیش آٹھ ہزار افراد نے دیکھا۔ چھ صد پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ محترم صدر مجلس کی آمد پر ایک پبلک مقام پر سیرت النبیؐ کے جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ سینکڑوں غیر از جماعت افراد نے شرکت کی۔

مجلس کھاریاں اور گنج مغلپورہ بہت مستعد مجالس تھیں لیکن اب کچھ عرصہ سے ان میں کام کا معیار پہلے سا نہیں۔ متعلقہ عہدیداران کو فوری توجہ کرنی چاہیئے۔

سیالکوٹ، شیخوپورہ اور حیدرآباد کی مجالس میں خدام کی تعداد کے بالمقابل کام بہت ناقص ہے۔

دیہاتی مجالس میں سے مندرجہ ذیل مجالس کا کام نسبتاً بہتر رہا:-
تر گڑی ضلع گوجرانوالہ۔ لاٹھیاں والا چک 194/R.B ضلع لائل پور۔

اضلاع میں سے سب سے زیادہ رپورٹیں ضلع لائل پور سے آتی ہیں۔

فجزاھم اللہ احسن الجزاء

مجالس کو چاہیئے کہ اپنی رپورٹیں باقاعدہ بھجواتی رہیں!

خدام الاحمدیہ کا بائیسواں مرکزی سالانہ اجتماع

۲۵، ۲۶، ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۳ء

جملہ مجالس اور خدام کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ہمارا آئندہ سالانہ اجتماع ۲۵-۲۶-۲۷ اکتوبر بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار مرکز ربوہ میں منعقد ہوگا۔ جملہ قائدین اور زعماء سے گزارش ہے کہ وہ اجتماع کے سلسلہ میں ابھی سے ضروری انتظامات شروع کر دیں اور زیادہ سے زیادہ خدام کو اجتماع میں شرکت کے لئے تیار کریں۔ **اطفال** کا علیحدہ اجتماع بھی انہی تاریخوں میں ہو رہا ہے اسلئے انہیں بھی اس کے لئے تیار کرنا شروع کر دیں۔ ان اجتماعات کے پروگرام وغیرہ کے بارہ میں ضروری تفاصیل خالد کی آئندہ اشاعتوں میں درج کر دی جائیں گی۔ پروگرام کے سلسلہ میں مجالس اگر کوئی تجاویز بھجوانا چاہیں تو جلد از جلد بھجوا دیں۔ تا ان پر غور کیا جا سکے۔

(مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مرکزی تربیتی کلاس کی چند مناظر

صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ خدام سے مصروف گفتگو ہیں

نائب صدر مرکزیہ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور سید حضرت اللہ پاشا صاحب قائد لاہور کے ہمراہ

تربیتی کلاس میں شامل ہونے والے اراکین کا ایک گروپ

تقسیم انعامات کی تقریب۔ مرزا مغفور احمد ربوہ مجموعی طور پر کلاس میں اول رہنے پر صدر مجلس صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب سے انعام حاصل کر رہے ہیں

والی بال کے ایک میچ کا منظر خدام کے لئے کھیلوں کا باقاعدہ انتظام تھا ۔
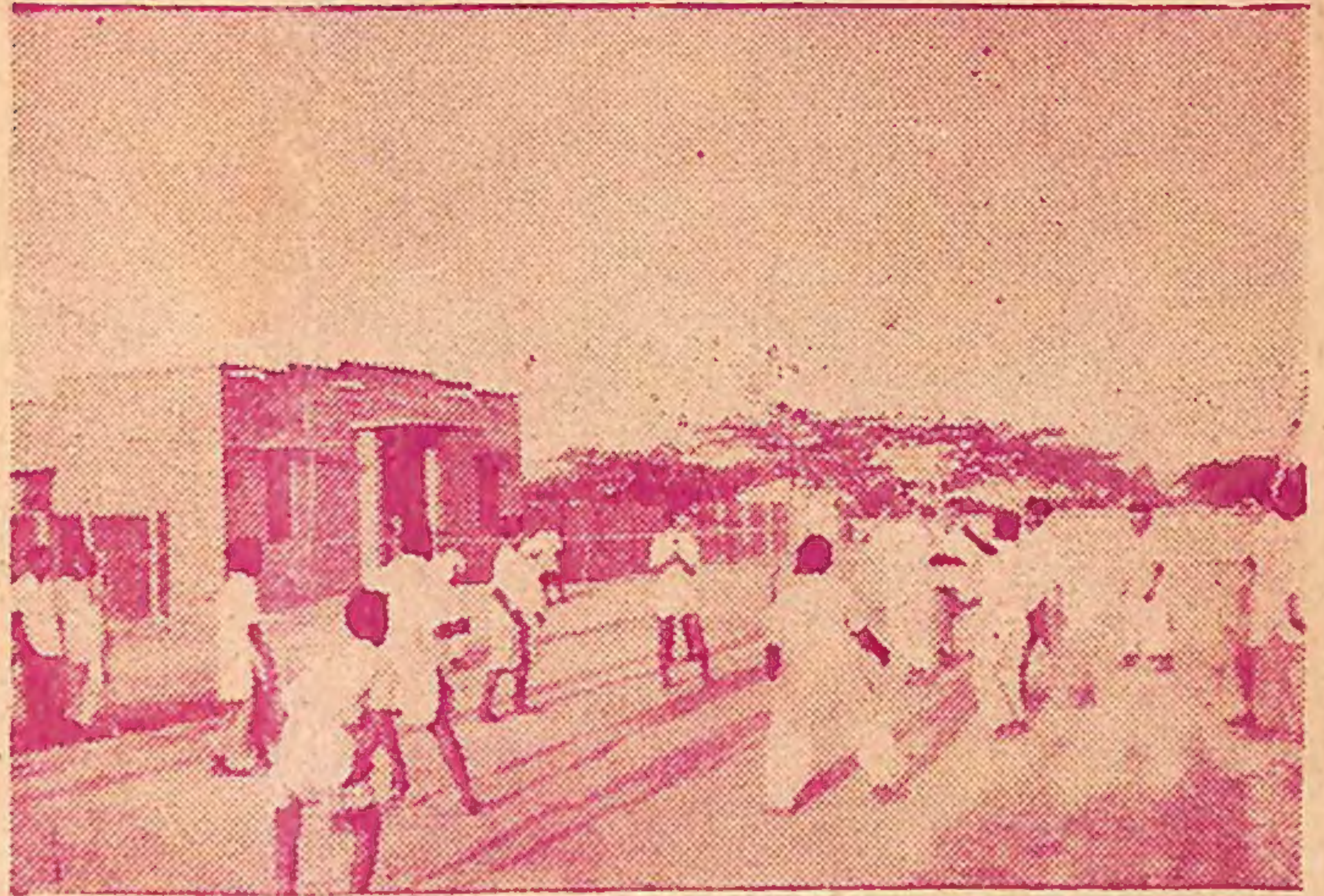
مرکزی تربیتی کلاس کے منتظمین صدر مجلس اور معزز مہمانوں کے ہمراہ

کلاس کی الوداعی تقریب کے دوران محترم صدر مجلس بعض خدام سے گفتگو میں مصروف ہیں

ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپا